REGD No. P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

THE WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳ — شمارہ ۱۶

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ؍؍
ممالک غیر -/۸ ؍؍

فی پرچہ :- ۱۵ نئے پیسے

۱۶ شہادت ۱۳۴۳ھش	۳ ذوالحجہ ۱۳۸۳ ہجری	۱۶ اپریل ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ اپریل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۱ اپریل بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۴ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہے۔ محترمہ بیگم صاحبہ کو ناک کی تکلیف چلی رہی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو صحت کاملہ شفایابی عطا فرمائے ہر سہ صاحبزادیاں اور عزیز صاحبزادہ کلیم احمد بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت والی لمبی عمریں عطا فرمائے۔ آمین

مرکز اسلام مکہ مکرمہ سے روح پرور مکتوب گرامی

سفر حج کے ایمان افروز حالات

(از مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن):—

مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ اُن خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کو امسال حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہو رہا ہے ہماری درخواست پر صاحب موصوف نے سفر حج کے ایمان افروز حالات قارئین بدر کے لئے ارسال فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا جس کی پہلی قسط بصورت مکتوبات موصول ہونے پر درج ذیل کی جاتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جملہ احباب جماعت کو جو امسال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں بصحت و سلامتی سے رکھے اور صحت و عافیت سے مناسک حج بجا لانے اور اس کی برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل اور اسلام کے اہم رکن حج بیت اللہ شریف و مزار مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی توفیق عطا فرمائی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

اس سال خاکسار نے اپنے والد محترم حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کی جانب سے بطور حج بدل محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان سے درخواست کی تھی جو خاکسار کے استاد بھی ہیں نیز میرے طالب علمی کے زمانے میں مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ بھی تھے۔ میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ایک تو والد محترم کی جانب سے حج بدل بھی ہو جائے گا دوسرا یہ کہ اُستاد کی خدمت کا موقعہ بھی ملے گا اسلئے حضرت ممدوح کو اپنے ہمراہ لیا۔ میری والدہ محترمہ و اہلیہ بھی ساتھ ہیں۔ اس طرح ہم چار اشخاص نے حج کے لئے تیاری کی۔ چنانچہ اس بارہ میں خاکسار نے محترم مولوی کلیم اللہ صاحب کو چار سیٹوں کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز انتظام کے لئے عرض کی۔ چنانچہ مکرم مولوی صاحب موصوف نے کافی جد و جہد کوشش سے ہمارے لئے ہوائی جہاز کی سیٹوں کی ریزرویشن کرا دی۔ میں مولوی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ خدمت دین اور خدمت خلق کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

ہوائی جہاز کے حاجیوں کو ۵ یوم قبل بمبئی پہنچ جانا تھا۔ اس لئے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مورخہ ۲۲ مارچ کو قادیان سے روانہ ہو کر مورخہ ۲۴ مارچ کو صبح ۱۰ بجے بخیریت بمبئی پہنچ چکے تھے۔

خاکسار اپنی والدہ محترمہ اور اہلیہ سمیت مورخہ ۲۳ مارچ کو ۸½ بجے شب حیدرآباد سے روانہ ہوا۔ چونکہ ریل گاڑی ۸½ بجے روانہ ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد کے افراد و دیگر دوست و احباب و رشتہ دار و تجارتی اصحاب ہم لوگوں کو الوداع کہنے کے لئے ۷ بجے شام سے ہی نامپلی اسٹیشن پر جمع ہونے شروع ہوئے۔ خاکسار بھی ۷½ بجے شام میں اسٹیشن نامپلی حیدرآباد اسٹیشن پر وارد ہوا۔ جماعت حیدرآباد کی مستورات بھی کافی تعداد میں اسٹیشن پر آئی ہوئی تھیں۔ بعد گلپوشی وغیرہ جملہ احباب سے ملاقات و معانقہ کیا گیا۔ بعد ازیں مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیر نے اجتماعی لمبی دعا فرما کر ہمیں الوداع کہا۔ ہم تمام احباب جماعت حیدرآباد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے جس اخلاص و محبت کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ وہ کبھی دل سے فراموش نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سب افراد و مستورات جماعت و دیگر حضرات کو جزائے خیر دے۔ ہم حیدرآباد سے روانہ ہو کر مورخہ ۲۴ مارچ کو ۱۲ بجے دن بفضل خدا بخیریت سے بمبئی پہونچ گئے۔ ہم تینوں کے ہمراہ میرے فرزند محمد بشیر الدین بھی تھے جو ہم کو بمبئی سے الوداع کرنے کے لئے ہمارے ساتھ ہی حیدرآباد سے آئے تھے بمبئی میں ہم کو (۵) یوم قیام کرنا پڑا۔ اس دوران میں حاجیوں کو اپنے سفر کے سارے مراحل طے کرکے اور تکمیل کرنا ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کو حج کی روانگی کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے بذریعہ ایکسپریس تار مورخہ ۲۶/۲۷ مارچ کی درمیانی شب موصول ہوئی۔

مورخہ ۲۸ مارچ شام تک ہمارے پاسپورٹ و ہوائی جہاز کے ٹکٹ وغیرہ نیز کرنسی کے تمام کام کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اور مورخہ ۲۹ مارچ کو صبح ۸½ بجے ہمارے ہوائی جہاز کی روانگی تھی۔ جس کی بنا پر ہم نے ۳½ بجے رات سے اپنی روانگی کی تیاری شروع کی۔ غسل کیا۔ احرام باندھا، نفل ادا کئے دعائیں کیں۔ درود شریف پڑھا۔ بالآخر ہم سب نے ہمارے بچے اور جماعت احمدیہ بمبئی کے احباب نیز حیدرآباد سے ہمیں الوداع کرنے کے لئے برادرم سیٹھ رشید احمد صاحب و اعجاز حسین صاحب تشریف لائے تھے۔ اور مدراس سے مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ نیز احمدی احباب کے علاوہ بعض غیر احمدی اور غیر مسلم دوست بھی تھے۔ ان تمام حضرات سمیت ہم الحق بلڈنگ سے تقریباً ۵ بجے صبح روانہ ہوئے۔ ۵½ بجے صبح ہوائی جہاز کے اڈہ پر پہنچے اور وہیں جملہ احباب سمیت فجر کی نماز ادا کی گئی۔

برادرم سیٹھ رشید احمد صاحب و مکرم اعجاز حسین صاحب و محترم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات حیدرآباد و مدراس سے ذاتی اخراجات کر کے ہم کو الوداع کرنے کے لئے بمبئی تشریف لائے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں کو ان کی زندگیوں میں ہی جلد از جلد حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جماعت بمبئی کے بعض مالاباری افراد بھی ہوائی جہاز کے اڈہ پر تشریف لائے تھے انہوں نے ہمارے سامان و اسباب کے نقل و حمل و بکنگ وغیرہ میں کافی مدد دی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین۔ ان سب نے بعد ملاقات و معانقہ اپنی دعاؤں سے ہم کو الوداع کہا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۶۲ء

وطن کی محبت اور ضمیر کی صدائے بازگشت

دسمبر ۱۹۵۹ء میں Gaya گیا کے جنکشن پر میں پٹھانکوٹ آنے والی سیالدہ ایکسپریس کا انتظار کر رہا تھا۔ میں اس وقت اچکن، شلوار اور طرہ دار پگڑی پہنے ہوئے تھا۔ جو ہمارے علاقہ کا مخصوص لباس ہے۔ اور یہ لباس گیا کے اسٹیشن پر ایک بالکل انوکھی اور امتیازی چیز تھا۔

میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی دال کھٹلیاں اور مرمرے کی بہنگی اٹھائے میرے سامنے چند فٹ کے فاصلہ پر آکر رکا۔ اپنی بہنگی کندھے سے اتار کر رکھ دی۔ اور میری طرف دیکھنے لگا۔ مجھے چونکہ اس سے کوئی چیز خریدنا نہیں تھی اس لئے میں اس سے بے نیاز ہو کر ٹہلتا رہا۔ وہ اپنی بہنگی اٹھا کر چند قدم فاصلے پر گیا اور پھر لوٹ آیا۔ اور اسی جگہ اپنی بہنگی اتار کر مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے سمجھا کہ شاید یہ کوئی بہاری باشندہ ہے اور میرے لباس میں دلچسپی لے رہا ہے۔ چنانچہ میری توجہ خفیف سی اس کی طرف مبذول ہو گئی۔ لیکن میں بدستور ٹہلتا رہا۔

وہ پھر وہ اپنی بہنگی اٹھا کر چلا گیا لیکن چند ہی قدم چل کر پھر لوٹ آیا۔ اور پھر اسی جگہ اپنی بہنگی اتار کر مجھے دیکھنے لگا۔ اس بار میں نے بغور اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی ایک التجا سی جھلک رہی تھی۔ اس کے ہونٹ پھڑپھڑا رہے تھے۔ جیسے وہ کوئی کوئی بات کرنا چاہ رہا ہو۔ مگر اپنی زبان کو بات کرنے سے روک بھی رہا ہو۔ میں نے پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ٹہلنا شروع کر دیا۔ لیکن اس بار مجھے محسوس ہوا کہ میں نے کوئی غلطی کی ہے اور مجھے اس بڈھے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا۔ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ کیوں!؟ اس کا جواب مجھے اندر سے کوئی نہ ملا اور اس میں بدستور ٹہلتا رہا۔ بڈھے نے پھر اپنی بہنگی اٹھا لی اور چلا گیا۔ لیکن مجھے حیرت ہوئی کہ وہ چند قدم چل کر پھر واپس آگیا۔ اس نے اپنی بہنگی ٹکا دی۔ اور پھر میری طرف مسلسل دیکھنے لگا۔

وہ بڈھا جو ایک میلے اور گندے لباس میں ملبوس تھا۔ اپنی بہنگی کے پاس بیٹھ گیا۔ آنکھ جھپکے بغیر اپنی نگاہیں میرے سر پر پگڑی پر گاڑے ہوئے تھا۔ اور کہ یہ سوچ کر کہ اس بڈھے کا بار بار میرے سامنے آکر رکنا اور مجھے دیکھنا بے مقصد نہیں ہو سکتا اس کے سامنے کے بنچ پر بیٹھ گیا۔ بڈھے کی نظریں میرے سر پر پیوست تھیں۔ اور میں تھوڑے تھوڑے وقفوں سے بڈھے کو دیکھ کر حیرت اور استعجاب میں گم ہو رہا تھا۔ یکبارگی جو میں نے اسے بھرپور نظروں سے دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ اس نے اپنی صافی کندھے سے اتاری اور آنکھوں کو پونچھنے لگا۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ بڈھا رو رہا تھا۔ مجھے تعجب کے ساتھ ندامت ہوئی۔ کہ شاید میں نے ہی کوئی ایسی حرکت کی ہے جس سے بڈھے کو رونا آ رہا ہے!

مجھے اپنی طرف متوجہ پا کر بڈھے کے اندر جرأت پیدا ہوئی اور وہ اپنی بہنگی وہیں چھوڑ کر میرے قریب چلا آیا۔ اور اس نے ایک جھجک کے ساتھ پنجابی زبان میں مجھ سے دریافت کیا

"تسیں گجرات (پنجاب) دے رہن والے تے نہیں؟"
(کیا آپ گجرات کے رہنے والے تو نہیں؟)

میں نے اثبات میں جواب دیا تو بڈھے نے بے تحاشا رونا شروع کر دیا۔ اس کے آنسو تھمنے کو رکتے ہی نہ تھے۔ اس کی گھگھی تھی کہ تھمتی ہی نہ تھی۔ وہ دیر تک روتا رہا اور میں اس کے سامنے تصویر حیرت بنا بیٹھا رہا۔ اور آخر اس نے بڑے ہی نرم لہجے میں گلوگیر آواز میں کہا۔

"میں بھی گجرات کا رہنے والا ہوں"

یہ کہہ کر اس نے پھر رونا شروع کر دیا۔ میں نے اسے تسلی دی۔ تب اس نے کہا

"میں نے جب آپ کو دیکھا اور آپ کے لباس کو دیکھا تو میرے دل میں ایک کشش پیدا ہوئی۔ میرا دل بار بار کہتا تھا کہ یہ شخص میرے سابقہ وطن کا ہے اس لئے میں بار بار آپ کے قریب آکر رکتا تھا۔۔ آج بارہ سال کے بعد میں نے اپنے وطن کا ایک آدمی دیکھا ہے اور میں اتنا خوش ہوں کہ گذشتہ بارہ سال میں کبھی نہیں ہوا تھا"

یہ تھی وہ صدائے بازگشت جو گجرات سے تو سینکڑوں میل دور اپنے وطن کے لئے محبت کی صورت میں اس بڈھے کے دل کی گہرائیوں سے نکل تھی اور آج میں سوچ رہا ہوں کہ یہی محبت اللہ جانے خدا جانے لاکھوں افراد کے دل میں موجزن ہو گی جو اپنے ظالم اور بدبخت ہمسایوں کے ہاتھوں ستائے جا کر مشرقی بنگال سے مغربی بنگال میں اور مغربی بنگال سے مشرقی بنگال میں داخل ہو رہے ہیں۔ کاش! برصغیر پاک و ہند کے عاقبت اندیش لوگ اپنے ہموطنوں کو پولیٹیکل تحریک وطن پر مجبور نہ کریں۔ ورنہ ایک دن آئے گا کہ ترک وطن پر مجبور ہونے والے لوگ اسی طرح اپنے ہم وطنوں کی شکل دیکھنے کے لئے ترس جائیں گے۔ جیسے وہ بڈھا بیچارہ ترس گیا تھا۔

وہ بڈھا مجھے دیکھ کر آنسو بہا رہا تھا۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اس بڈھے کے دل میں آہوں کا طوفان نہ رکتا ہو ان ظالموں کے لئے نکل رہی تھیں جنہوں نے اس کا وطن اس سے چھڑا دیا تھا!!

——— (۲) ———

۱۹۵۵ء میں جب مشرقی اور مغربی پنجاب میں راجہ غضنفر علی خاں صاحب مرحوم کے دم قدم کی برکت سے ٹوٹے ہوئے اور بچھڑے ہوئے بھائیوں کے درمیان تجدید محبت کے چرچے دبیہ بدیہہ ہو رہے تھے اور مرحوم کی جمیل مساعی نے نا صلواں کو قرابتوں میں بدل دیا تھا۔ تو پنجاب کے در و دیوار شاہد ہیں کہ ایک بار تو یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ گذشتہ سالوں کی تلخیوں کو دلوں سے دھو دیا گیا ہے۔ ہم نے امرتسر اور لاہور میں وہ نظارے دیکھے جن کے لئے گذشتہ سات سال ترستے ہوئے گذر گئے تھے۔ آج وہ نظارے یاد آتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر پر عصبیت کے پردے پڑ گئے ہیں۔

اہل لاہور نے لاہور کی گلیوں اور بازاروں نے اپنے سینے کھول کر اپنے دل نکال کر مشرقی پنجاب کے مہمانوں کے سامنے رکھ دیئے تھے۔ ہم نے دیکھا تھا لاہور کے غریب تانگہ بانوں نے کتنے کتنے دن مفت مہمانوں کو سارے شہر کی سیر کرائی۔ ہم نے دیکھا کہ زندہ دلان لاہور نے بالکل ناواقف ہندو سکھ مہمانوں کی جیبوں میں زبردستی نوٹوں کی گڈیاں ڈالیں۔ ہم نے دیکھا کہ ہوٹلوں والوں نے مہمانوں سے کھانے پینے کے بل وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ جدھر نگاہ اٹھتی تھی ہندو اور مسلمان سکھ اور مسلمان معانقے کر رہے تھے۔ گلیوں میں گلوبجیاں ڈالی رہے تھے پھولوں کے ہار پہنائے جا رہے تھے۔ ہر طرف قہقہے بکھر رہے تھے گلیوں میں۔ بازاروں میں۔ دکانوں پر۔ ہوٹلوں کے اندر میٹھی میٹھی باتیں ہو رہی تھیں۔ بانہوں میں بانہیں ڈالے ہندو سکھ مسلمان یوں نظر آتے تھے جیسے ملک کبھی تقسیم ہی نہ ہوا تھا۔ جیسے ۱۹۴۷ء کبھی آیا ہی نہ تھا جیسے وہ سب لوگ اختلاف مذہب و عقائد کے باوجود حقیقی بھائی تھے۔ جذبات محبت کے تبادلے ہو رہے اور خوب ہوئے۔ محبت کی تجدید ہوئی اور خوب ہوئی۔ ندامت کے آنسو نکلے اور بے شمار نکلے۔

اور پھر یہی کچھ امرتسر میں ہوا۔ جب امرتسر میں ہاکی کا میچ ہوا تو اہل امرتسر نے بھی بڑی ہی فراخدلی کے ساتھ اہل مغربی پنجاب کا استقبال کیا۔ امرتسر شہر کے در و دیوار یقیناً آج بھی ان دنوں کو یاد کرتے ہوں گے جب اس کے گلی کوچوں میں جا بجا دودھ سوڈے اور شربت کی سبیلیں لگی ہوئی تھیں۔ اور جہاں لنگر دن رات کھلے جو سے تھے۔ جب امرتسر کی ہر آنکھ محبت اور رس بھری نظروں سے مہمانوں کا استقبال کرتی تھی۔ اور پھر امرتسر میں بھی وہی کچھ ہوا جو لاہور میں ہوا تھا۔ اور حق یہ ہے کہ امرتسر نے بھی "مہمان نوازی" کا حق پورا پورا کر دیا۔

لاہور اور امرتسر گلے مل گئے تھے واہگہ اور اٹاری کی حدبندیاں منہ دیکھتی رہ گئی تھیں پرمٹ تو ایک رسمی سی چیز تھی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ لاہور اور امرتسر یکجان ہو گئے تھے۔ دوریاں ختم ہو گئی تھیں۔ قربتوں نے فاصلوں کو نگل لیا تھا اور دلوں کی کدورتیں ختم ہونے لگ گئی تھیں۔

اے ہندوستان! اے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان! کیا تم دونوں کی پچپن کروڑ آبادی میں آج ایک بھی غضنفر علی خاں نہیں ہے!!!

——— (۳) ———

چار سال گذرتے ہیں مجھے صوبہ آسام کے ایک شہر جورہاٹ Jorhat میں کچھ دن رہنے کا موقعہ ملا۔ ایک روز میں ایک بازار سے گذر رہا تھا۔ تو ایک دوکان کے دروازے پر میں نے ایک بورڈ آویزاں دیکھا جس پر لکھا تھا "راولپنڈی ڈرائی کلینرز"

RAWALPINDI DRY CLEANERS

میں نے گاڑی روک کر پھر اس بورڈ کو پڑھا اس خیال سے کہ کہیں مجھے غلط فہمی تو نہیں ہوئی لیکن نہیں وہ بورڈ ٹھیک ہی تھا۔ دوکان کے اندر ایک خوبصورت سکھ نوجوان کاؤنٹر پر کام کر رہا تھا۔

(باقی صفحہ پر)

ایک ایمان افروز تقریر

خلافت ثانیہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز نشانات

اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کر دی ہے

میں اس مقصد میں کبھی ناکام نہیں ہو سکتا جس کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام لاہور ۱۹۴۴ء

آج سے بیس برس قبل ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور کے جلسہ مصلح موعود میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو ایمان افروز تقریر ارشاد فرمائی تھی اس کا ایک حصہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس تقریر میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ان نشانات کا تذکرہ فرمایا تھا جو خلافت ثانیہ کے بابرکت عہد میں ظاہر ہوئے۔ آج جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت ثانیہ پر پچاس سال پورے ہو چکے ہیں ہم پہلے سے بھی زیادہ شان کے ساتھ الٰہی تائید و نصرت کے ان نشانات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

...عظیم الشان پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۶ء میں فرمائی تھی پوری ہو گئی۔ اس پیشگوئی کی صداقت پر وہ لاکھوں لوگ گواہ ہیں جو میرے ذریعہ اسلام پر قائم ہوئے۔ جو میرے ذریعہ توحید پر قائم ہوئے۔ جو میرے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے والا و شیدا بنے۔ عیسائی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ آریہ اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مسلمان اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

آج سے انسٹھ سال پہلے

خدائے علیم و خبیر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا اور وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ انگلستان اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سپین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اٹلی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ برلن اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ہنگری اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ البانیہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یوگوسلاویہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ زیکوسلاویکیا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شمالی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جنوبی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سیرالیون اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ گولڈ کوسٹ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ نائیجیریا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مصر اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کینیا کالونی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یوگنڈا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ زنجبار اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ٹانگانیکا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سیلون اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ماریشس اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ فلسطین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شام اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ روس اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ چین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جاپان اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سماٹرا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جاوا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ملایا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ بورنیو اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ایران اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کابل اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ہندوستان کا گوشہ گوشہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

دنیا میں کون ایسا انسان ہے

جس میں یہ طاقت ہو کہ وہ دلوں کو فتح کر سکے۔ دنیا میں کون ایسا انسان ہے جو لوگوں کو اس عظیم الشان قربانی پر آمادہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے دنیا میں اس قدر تغیرات پیدا کئے۔ یہ خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے لوگوں کے دلوں کو کھینچا اور انہیں اسلام کے لئے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو قربان کرنے کے لئے آمادہ کر دیا۔ چنانچہ ایک طرف اگر خدا نے یہ خبر دی کہ وہ میرے ذریعہ دنیا میں اسلام کا نام روشن کرے گا تو دوسری طرف اس نے ایک غریب جماعت میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے وہ ایمان پیدا کر دیا جس کی مثال آج روئے زمین پر اور کوئی جماعت پیش نہیں کر سکتی۔ ایک خطبہ جمعہ میں میں نے جماعت کے سامنے اعلان کیا کہ اسلام اس وقت تم سے

خاص قربانی کا مطالبہ

کر رہا ہے۔ تم اگر خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی تمام جائیدادیں اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دو تا کہ جب کبھی اسلام پر کفر کا حملہ ہو ہمیں اس کے مقابلہ کے لئے یہ پریشانی نہ ہو کہ ہم روپیہ کہاں سے لائیں بلکہ ہر وقت ہمارے پاس جائیدادیں موجود ہوں جن کو فروخت کر کے یا گرو رکھ کر ہم اسلام کی تبلیغ آسانی سے کر سکیں۔ ہماری جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے مگر جمعہ کے دن دو بجے میں نے یہ اعلان کیا اور ابھی رات کے دس نہیں بجے تھے کہ چالیس لاکھ روپیہ سے زیادہ کی جائیدادیں انہوں نے میری آواز پر خدا اور اسلام کے لئے وقف کر دیں جن میں پانچ سو سے زیادہ مربع زمین ہے اور ایک سو سے زیادہ مکان ہیں اور لاکھوں روپیہ کے وعدے ہیں۔

یہ وہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کے نشانات ہیں جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں......

میں نے اس سے پہلے جس قدر مبلغ دنیا میں بھجوائے وہ قریباً سب کے سب اناڑی تھے۔ کوئی کالج میں سے نکلا تو میں نے اس سے کہا کہ خدا کے دین کے لئے آج مبلغوں کی ضرورت ہے کیا تم اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہو اور میرے کہنے پر وہ تبلیغ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

مولوی ظہور حسین صاحب

جنہوں نے ابھی روس کے حالات بیان کئے ہیں [illegible] مولوی فاضل پاس کیا تو [illegible] میں نے ان سے کہا کیا تم روس جاؤ گے انہوں نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا جاؤ گے تو پاسپورٹ نہیں ملے گا۔ کہنے لگے بے شک نہ ملے میں بغیر پاسپورٹ کے ہی اس ملک میں تبلیغ کے لئے جاؤں گا۔ آخر وہ گئے اور دو سال جیل میں رہ کر انہوں نے بتا دیا کہ خدا نے کیسے کام کرنے والے وجود مجھے دیئے ہیں۔ خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا۔

کہ جو عزت کے سوا آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔ خدا نے ہمیں اسلام کی تائید کے لئے کھڑا کیا ہے۔ خدا نے ہمیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بلند کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ دنیا مایوس ہو چکی تھی اسلام کی ترقی سے۔ دنیا کہہ رہی تھی کہ اسلام اب دنیا پر غالب نہیں آ سکتا۔ تب خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ سے ان اناڑی لوگوں کو دنیا پر بھجوایا۔ اور انہوں نے ہزاروں ہزار افراد کو

اسلام کا حلقہ بگوش

بنا دیا۔ جہاں آج خدائے واحد کا نام بھی نہیں لیا جاتا تھا وہاں تھوڑے دنوں تک ہی دیکھو گے کہ ان علاقوں کے کونے کونے سے یہ آواز اٹھتی سنائی دے گی کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ قوموں نے ہماری مخالفت کی۔ ملکوں نے ہماری مخالفت کی۔ مگر خدا نے ہمارا ساتھ دیا۔ اور جس کے ساتھ خدا ہو اُسے نہ حکومتیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ نہ بادشاہتیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ پس اے اہل لاہور! میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں۔ اس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دینِ اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا۔ اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا۔ . . . خدا ازلی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔ میں ایک انسان ہوں۔ میں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے

خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے

میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ ان الذین اتبعوک [illegible] فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اے محمود میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے پیچھے چلیں گے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک انسان ہونے کی حیثیت سے بے شک دو دن بھی زندہ نہ رہوں۔ مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ جو خدا نے میرے ساتھ کیا ہے۔ کہ وہ میرے ذریعہ سے

اشاعتِ اسلام کی ایک مستحکم بنیاد

قائم کرے گا۔ اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنے والے غالب آ گئے۔ تو بے شک تم سمجھو کہ میں ایک مفتری تھا۔ لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی۔ تو تم خود سوچ لو کہ تمہارا کیا انجام ہوگا۔ کہ تم نے

خدا کی آواز

میری زبان سے سُنی اور پھر بھی اسے قبول نہ کیا۔ (الفضل [illegible])

وطن کی محبت اور ضمیر کی صدائے بازگشت

(بقیہ صفحہ ۲)

طبعاً میرے دل میں اس سے ملاقات کا جذبہ اُبھرا اور میں دکان میں چلا گیا۔ ایک مسلمان کو پنجابی لباس میں دیکھ کر اس سکھ نوجوان نے بڑی محبت سے مجھے بٹھایا۔ اور میرے اور اس کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی:-

میں۔ آپ کے بورڈ کو پڑھ کر میں بے اختیار آپ کی دکان میں چلا آیا ہوں۔

وہ۔ مجھے آپ کی تشریف آوری سے بڑی مسرت ہوئی ہے۔

میں۔ یہ تو میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ شرنارتھی ہیں۔ یہ فرمایئے۔ کہ کیا آپ راولپنڈی کے رہنے والے ہیں؟

وہ۔ ہاں۔

میں۔ آپ نے بورڈ پر راولپنڈی کا نام کیوں لکھا ہے جناب کوئی اور نام بھی تو لکھ سکتے تھے۔ مثلاً فیمس ڈرائی کلینرز یا پیرس ڈرائی کلینرز وغیرہ۔

وہ۔ ہاں ہو سکتا تھا لیکن راولپنڈی ایک ایسا نام ہے جو میرے دل و دماغ میں بسا ہوا ہے جو میری رگ رگ میں گویا دوڑتا پھر رہا ہے۔ وہیں کی مٹی سے میرا خمیر اٹھا۔ وہیں میں نے اپنا معصوم اور نادان بچپن گذارا۔ وہیں میں نے تعلیم حاصل کی۔ وہیں میں نے اپنی جوانی کی ابتدائی بہاریں دیکھیں۔ مگر آہ! جب یہ بہاریں عین اپنے عالم شباب میں تھیں تو قدرت کے زبردست ہاتھ نے مجھے اس پیاری بستی سے جدا کر دیا اور آج بارہ تیرہ سال گذرنے پر بھی وہ بستی میرے تصور سے چمٹی ہوئی ہے۔ اور اسی کی یاد کو میں نے حروف کا جامہ پہنا دیا ہے اور یوں اس بورڈ کی تخلیق ہوئی ہے۔

اس کی آواز میں بلا کا درد اور سوز گھلا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں راولپنڈی کی یاد اور ذکر سے چمک پیدا ہو گئی تھی۔ اور خود میرے دل پر بھی یہی کیفیت وارد ہو رہی تھی۔ میں اس دکان سے اُٹھ کر چلا آیا۔ لیکن دیر تک سوچتا رہا کہ یہ شخص متحدہ ہندوستان کے آخری مغربی سرے سے اُٹھ کر ہندوستان کے انتہائی مشرقی سرے پر ٹھوکریں کھاتا اور بھٹکتا ہوا پہنچا ہے۔ لیکن یہ اپنی پیاری راولپنڈی کو آج بھی ساتھ لئے پھرتا ہے۔

میں نے ہندوستان اور پاکستان کے بہت سے شہروں میں اسی قسم کے نظارے دیکھے ہیں۔ اسی قسم کے بورڈ آویزاں دیکھے ہیں۔ اسی طرح راولپنڈیوں، کراچیوں، دہلیوں اور بریلیوں کو دکانوں کے سامنے یادوں کی سولیوں پر چڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میرا دل لرز لرز گیا ہے کہ کیا ان خونچکاں کہانیوں سے آج کے شہری تہذیب و تمدن نے کوئی سبق سیکھا ہے؟ کیا ان تلخیوں کو ان کی پوری شدت سمیت محسوس کیا گیا ہے؟ کیا آج بھی مذہبی عصبیت کا عفریت اپنے پھن پھیلائے انسانیت کا تعاقب نہیں کر رہا ہے؟ افسوس کہ ابھی تک آدمی کو انسان ہونا میسر نہیں ہوا۔ علم اپنی ترقیات کے نقطہ عروج پر پہنچ گیا۔ تہذیب نے اپنی ساری ارتقائی منزلیں طے کریں قانون اپنے پورے زور کے ساتھ نافذ ہو گیا۔ سائنس اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ لیکن آدمی کو انسانیت کا لباس نہ مل سکا۔ انسان ترقی کرتے کرتے انتہائی ترقی پر پہنچ چکا ہے۔ لیکن انسانیت گرتے گرتے اسفل السافلین سے بھی نیچے چلی گئی ہے۔

ادھر ——

نہرو اور ایوب ابھی تک سوچ رہے ہیں کہ جھگڑوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ وزارتی سطح پر کانفرنسیں ہو رہی ہیں کہ اس درندگی کو کس طرح روکا جا سکتا ہے۔

حالانکہ ——

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ اگر واقعی اور حقیقی طور پر اس حیوانیت کا قلع قمع مقصود ہو تو دونوں طرف صرف چند سپاہی کافی ہیں۔ اگر ایمانداری کو بروئے کار نہ لایا گیا تو بدنامی کا یہ بدنما داغ بڑھتا چلا جائے گا۔ اور نہرویت اور ایوبیت کے چہرے مسخ اور مجذوم ہو کر رہ جائیں گے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں پنڈت نہرو کو اور پاکستان میں صدر ایوب کو جو پوزیشن حاصل ہے۔ وہ بہت کم سربراہان مملکت کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ اگر ان دونوں کی اتنی مستحکم پوزیشن بھی ان مذموم حالات پر قابو نہ پا سکی تو سمجھئے کہ آئندہ خدا ہی حافظ ہے۔!

(ف۔ ا۔ گ)

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی

عیدالاضحیٰ آخر اپریل میں آنے والی ہے اس موقعہ پر جماعت کے اکثر مخلصین کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی طرف سے قربانی دارالامان کی بابرکت بستی میں کرائیں۔ چنانچہ اُن کی طرف سے رقوم آنے پر ہر سال قربانیوں کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ اس طریق سے جہاں پر مخلصین خاص ثواب کے مستحق ہوتے ہیں وہاں پر اُن کے درویش بھائی عید کے موقعہ پر اس گوشت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس سال بھی جو مخلصین یہ نیک خواہش رکھتے ہوں اُن کو چاہیئے کہ بلد از جلد اطلاع بھجوا دیں تاکہ قبل از وقت جانور خریدنے میں سہولت ہو سکے۔ نیز درست یہ بھی یاد رکھیں کہ قربانی کے لئے درمیانہ بکرا آجکل ۴۵/۵۰ روپے سے پچاس روپے تک ملتا ہے۔

ناظم امور عامہ قادیان

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ بر موقعہ جلسہ سالانہ

(۴)

امر ششم: حضور کا دوستوں سے کریمانہ اور مخالفوں سے عفو اور احسان کا سلوک۔

دوستوں کے ساتھ کریمانہ سلوک

حضرات! حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کبھی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے پھر اسے گرانے میں کبھی پہل نہیں کی۔ عہد دوستی کے بارہ میں حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ روایت فرماتے ہیں کہ

عہد دوستی کی قدر و قیمت

"حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دن فرمایا۔ میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص عہد دوستی باندھے مجھے اس کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو۔ اور بازار میں گرا ہوا ہو۔ تو ہم بلا خوف لومۃ لائم اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہیں چاہئیے۔ اور دوستوں کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہئیے۔"

(سیرۃ مسیح موعودؑ ص ۱۱-۱۲)

حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کا اپنا واقعہ!

حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ خود اپنا ایک محبت افروز واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"چار برس کا عرصہ گذرتا ہے (یعنی یہ ملفوظ ۱۸۹۹ء کا ہے ناقل) کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا۔ اور مکان نیا نیا بنا تھا میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ اس پر لیٹ گیا حضرت ٹہل رہے تھے۔ میں ایک دفعہ جاگا۔ تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے آپ کیوں اٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں اوپر کیسے سوتا رہوں مسکرا کر فرمایا۔

"آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں۔ میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ بچے شور کرتے تھے۔ تو میں انہیں روکتا تھا۔ تاکہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب ص ۵۰-۵۱)

آپ اس منظر کو تصور میں لائیے۔ ایک غلام جو اپنے آقا پر ہزار جان نثار ہے چارپائی پر سو رہا ہے۔ اور آقا جاگ کر اس کا پہرہ دے رہا ہے تاکہ بچوں کے شور سے اس کی نیند میں خلل نہ آئے۔ اللہ اللہ کیا شان دلربائی ہے کہ آقا اور غلام کا فرق دور تک نظر نہیں آتا ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک دوسرے خادم حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ تھے جن کے بارہ میں حضرت مولوی شیر علی رضؓ نے بیان فرمایا کہ یوں تو حضرت صاحب اپنے سارے خدام سے ہی محبت رکھتے تھے۔ لیکن میں محسوس کرتا تھا کہ آپ کو مفتی صاحب سے خاص محبت ہے۔ جب کبھی آپ مفتی صاحب کا ذکر فرماتے تو فرماتے

"ہمارے مفتی صاحب" لاہور سے قادیان آیا کرتے تھے۔ تو حضرت صاحب ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت نمبر ۲۰۳)

یہی حضرت مفتی صاحب اپنا ایک واقعہ جس سے محبت کے ایک عجیب انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ

"ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا۔ اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ بھی میرے ساتھ تھیں جو بھیرہ سے حضرت صاحب کی بیعت کے لئے تشریف لائی تھیں اور اسی سال انہوں نے بیعت کی تھی۔ جب ہم واپس ہونے لگے۔ تو حضرت صاحب ہمارے یکہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے۔ اور ہمارے لئے کھانا منگوایا۔ کہ ساتھ لے جائیں۔ وہ کھانا لنگر والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا تھا۔ تب حضرت صاحب نے اپنے عمامہ میں سے قریب ایک گز لمبا کپڑا پھاڑ کر اس میں روٹی کو باندھ دیا۔" (ذکر حبیب ص ۳۸)

سبحان اللہ کیا شان آقائی ہے۔ کہ آقا اور پیر و مرشد اور امام اپنے خادم کے کھانے کو باندھنے کے لئے اپنے عمامہ میں سے کپڑا پھاڑ دیتا ہے۔ یہی تو وہ محبت بھرے انداز تھے جس نے آپ کے غلاموں کو آپ کا گرویدہ اور جان نثار بنا دیا تھا۔

میاں نظام الدین لدھیانوی کا واقعہ

حضرات! اب آپ ایک اور ایمان افروز واقعہ سنئیے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کے بعد مسجد مبارک کی چھت پر مع احباب، کھانا کھانے کے انتظار میں تھے۔ ایک احمدی دوست میاں نظام الدین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے۔ حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں بعض دوسرے دوست آتے گئے اور حضور کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام الدین صاحب کو پرے ہٹنا پڑتا رہا حتیٰ کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا۔ حضور سارا نظارہ دیکھ چکے تھے۔ حضور نے ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں لیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"آؤ میاں نظام الدین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔"

اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی تھی اس میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ حضور کے اس کریمانہ سلوک پر میاں نظام الدین تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اور جن لوگوں نے انہیں پیچھے دھکیلا تھا ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔"

(سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایت نمبر ۱۰۶۹ بحوالہ شمائل احمد ص ۶۹-۷۸ مطبوعہ ۱۹۴۳ء)

دشمنوں سے احسان کا سلوک

بھائیو! آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کریمانہ اور رفیقانہ سلوک کی چند مثالیں سن چکے ہیں جو آپ کے اپنی جماعت کے دوستوں کے ساتھ خواہ وہ امیر ہوں یا غریب۔ جماعت کا ہر طبقہ حضور کی ان نوازشات سے مشرف تھا اور اس پر نازاں تھا۔ آپ کی محبت کے وسیع دریا سے بڑے اور چھوٹے ایک سا حصہ پاتے تھے۔ اب آپ حضور کی سیرت کے دوسرے پہلو کو یعنی آپ کا اپنے دشمنوں سے سلوک کیا تھا۔ اس کی چند مثالیں سماعت فرمایئے۔

قرآن مجید کی تعلیم اور حضورؑ کا کردار

قرآن شریف فرماتا ہے لا یجرمنکم شنآن قوم الا تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقوىٰ (المائدہ) کہ اے مسلمانو۔ چاہیئے کہ کسی قوم یا فرد کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے معاملہ میں عدل و انصاف کا طریق ترک کر دو۔ بلکہ تمہیں ہر حال میں ہر فریق اور ہر شخص کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف کی یہ بلند تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا نمایاں اصول تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں کسی شخص کی ذات سے عداوت نہیں ہے بلکہ صرف جھوٹے اور گندے خیالات سے دشمنی ہے۔ حضرت اقدس ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی

محبت کرتا ہوں۔ کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(اربعین ۱ صفحہ ۔)

طاعون کے زمانہ میں حضور کی دعائیں

طاعون کے زمانہ میں اگرچہ آپ کی پیشگوئیاں موجود تھیں اور آپ کے کئی ایک مخالف اس کا شکار بھی بن چکے تھے۔ مگر آپ مخلوق خدا کی ہمدردی کے پیش نظر اس عذاب کے دور ہونے کے لئے بارگاہ رب العزت میں الحاح سے دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی فرماتے ہیں:۔

"اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔"

(تاریخ احمدیت حصہ سوم صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۰)

مرزا نظام الدین صاحب سے سلوک

حضرات! جیسا کہ ذاتی اسوہ کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے دشمنوں کے ساتھ نہ صرف عفو کا بلکہ مشفقانہ سلوک تھا۔ اور اشد ترین دشمن کا درد بھی آپ کو بے چین کر دیتا تھا۔ چنانچہ

(۱) آپ کے چچازاد بھائیوں مرزا نظام الدین وغیرہم نے جو آپ کے خونی دشمن تھے۔ آپ کے مکان کے سامنے دیوار کھینچ کر آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ اور پھر بالآخر مقدمہ میں خدا نے آپ کو فتح عطا کی۔ اور ان لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے دیوار گرانی پڑی۔ تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود کے وکیل نے آپ سے اجازت لینے کے بغیر ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری جاری کرا دی اس پر یہ لوگ بہت گھبرائے اور حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عاجزی کا خط بھجوا کر رحم کی التجا کی۔ آپ نے نہ صرف ڈگری کے اجراء کو فوراً رکوا دیا بلکہ اپنے خونی دشمنوں سے معذرت بھی کی۔ کہ میری لاعلمی میں یہ کارروائی ہوئی ہے جس کا مجھے افسوس ہے اور اپنے وکیل کو ملامت فرمائی کہ ہم سے پوچھے بغیر خرچہ کی ڈگری کا کیوں اجراء کرا لیا گیا ہے۔ (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۱)

(ب) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت کو اطلاع دی۔ اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ اور مناسب علاج کیا ..... جس سے فائدہ ہو گیا۔ اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔ (سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۵۱۱)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے حضور کا سلوک

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جن کا ابتدا تقریر میں ذکر آ چکا ہے وہ حضور کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے۔ مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر انہیں ٹھوکر لگ گئی۔ اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعود کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی۔ مگر حضرت مسیح موعود کے دل میں آخر وقت تک ان کی دوستی کی یاد رہی۔ گو آپ نے خدا کی خاطر ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ مگر ان کی دوستی کے زمانہ کو آپ کبھی نہیں بھولے۔ چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کرتے فرماتے ہیں ؎

قطعت وداداً قد غرسناہ فی الصبا
ولیس فؤادی فی الوداد یقصر

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

یعنی تو نے اس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا۔ مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔

یہی مولوی محمد حسین صاحب مارٹن کلارک کے مقدمہ میں حضور کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے گواہ پیش ہوئے۔ تو حضور کے وکیل مولوی فضل الدین صاحب لاہوری نے ان کی گواہی کو کمزور کرنے کے لئے حضرت صاحب سے پوچھا۔ کہ اگر اجازت ہو تو میں مولوی محمد حسین صاحب سے حسب ونسب کے متعلق کوئی سوال کروں۔ تو حضرت صاحب نے ان کو سختی سے منع فرمایا۔ کہ میں اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اور فرمایا

لا یحب اللہ الجھر بالسوء۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت نمبر ۲۴۷)

گویا اس طرح حضور نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر بھی اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔ حضور کے ان اخلاق فاضلہ کا بھی اس غیر احمدی وکیل پر گہرا اثر ہوا۔ اور وہ ہمیشہ اس واقعہ کو تعجب سے بیان کیا کرتا تھا۔

عیسائیوں کے ساتھ عفو کا سلوک

پادری مارٹن کلارک کے مقدمہ کا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔ اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود کے سب مخالف مسلم اور غیر مسلم آپ کے خلاف صف آراء ہو گئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت و نصرت فرمائی۔ چنانچہ جب مجسٹریٹ کپتان ڈگلس نے فیصلہ سنایا۔ تو آپ کو بری قرار دیتے ہوئے یہ بھی کہا۔ کہ آپ کے خلاف یہ مقدمہ جھوٹے طور پر بنایا گیا تھا قانونی طور پر آپ کو یہ حق ہے۔ کہ اگر چاہیں تو مقدمہ کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں ایسا نہیں چاہتا۔ خدا نے مجھے اپنے وعدہ کے مطابق بری کر دیا ہے۔ اور وہ میرا محافظ ہے۔ مجھے اپنے مخالفوں کے خلاف انتقامی چارہ جوئی کی ضرورت نہیں۔"

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۷۷)

نیز فرمایا:۔

"عیسائیوں سے ہمارا مقدمہ آسمان پر چل رہا ہے۔ ہمیں آسمانی عدالت کافی ہے دنیا کی عدالتوں میں ہم کوئی مقدمہ نہیں چلانا چاہتے۔"

(حیات طیبہ صفحہ ۲۳۳)

حضرات۔ اسی ایک مقدمہ کی بات نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مختلف مخالفین کی طرف سے عدالتوں میں کئی ایک مقدمات دائر کئے گئے۔ مگر آپ نے کسی کے خلاف کوئی مقدمہ دنیوی عدالت میں دائر نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل و کرم سے ہر موقعہ پر آپ کی تائید و نصرت فرمائی اور مخالفین کے شر سے محفوظ رکھا۔ ایسے مواقع پر اگر کوئی شخص ہوتا تو وہ دشمن کی ذلت اور تباہی کو انتہا تک پہنچا کر صبر کرتا۔ مگر آپ نے ان حالات میں بھی احسان سے کام لیا۔ اور اس بات کا شاندار ثبوت پیش کیا۔ کہ آپ کو صرف گندے خیالات اور گندے اعمال سے دشمنی تھی۔ کسی سے ذاتی عداوت نہ تھی۔ اور یہ کہ ذاتی معاملات میں آپ کے دشمن بھی آپ کے دوست تھے۔ (باقی)

میر تقی احمد صاحب ولد میر خلیل احمد صاحب کیلئے دعائے مغفرت

جمشید پور کے گزشتہ فسادات میں عزیز میر تقی احمد صاحب ولد میر خلیل احمد صاحب کے شہید ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بالکل نوجوان تھے۔ اور ابھی آپ کی شادی کو صرف دو سال کا عرصہ ہوا تھا۔ گزشتہ سال دونوں میاں بیوی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ طالب علمی کے زمانہ سے ہی مرحوم نماز کے بہت ہی پابند تھے۔ واللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی ہی نیک طبیعت عطا فرمائی تھی۔ مونگیر جب آپ نے بحالت طالب علمی میں قیام کیا۔ مسجد احمدیہ کی صفائی۔ اذان دینا اپنے ذمہ لیا ہوا تھا اور باقاعدگی سے نمازیں ادا کرتے تھے۔ شام کو احتیاط کے طور پر صرف اس لئے سیر کو نہیں جاتے تھے کہ کہیں مغرب کی نماز فوت نہ ہو جائے۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم ان کی مغفرت فرمائے اور جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مرحوم میر تقی صاحب کی بیوہ زخمی ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کی صحت کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو آمین ثم آمین۔

جمشید پور کے دیگر احباب بفضلہ تعالیٰ جانی لحاظ سے محفوظ رہے اگرچہ مالی نقصان اکثر دوستوں کا ہوا ہے۔ فسادات ہوتے ہی جماعت کی طرف سے خاکسار نے جمشید پور تار دیئے خطوط بھی روانہ کئے مگر کوئی جواب نہ آنے پر ایک دوست کو جمشید پور روانہ کیا گیا وہ احباب سے جا کر ملے اور حالات معلوم ان حالات کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کلکتہ نے اپنے بھائیوں کی مالی امداد بھی کی۔

جمشید پور کے اکثر احمدی احباب بھی کیمپوں میں مقیم ہیں۔ درویشان قادیان اور دیگر احباب جماعت

والدین اور تربیت اولاد کی اہمیت

از محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ذیل میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ صدر مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا وہ پُر مغز پیغام درج کیا جاتا ہے جو آپ نے کراچی میں یوم والدین کی ایک تقریب پر ارسال فرمایا۔ یہ پیغام اپنے وسیع تر روحانی اور جماعتی فوائد کے پیش نظر جہاں دیگر احمدی احباب کے لئے مفید ہے وہاں ہندوستانی احباب کے لئے بھی یکساں طور پر مفید ہے کیونکہ یہاں بھی جماعت کے بچوں اور نوجوانوں کی اخلاقی اور علمی اور روحانی تربیت کے لئے اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کی مجالس قائم ہیں جو اپنے اپنے حالات کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ اس پیغام سے ذریعہ یہ بات واضح کی گئی ہے کہ والدین اور جماعتی تنظیم کے اشتراک عمل سے کس طرح جماعت کی نئی پود کی صحیح اسلامی لائنوں پر تربیت کی جا سکتی ہے ——— (ادارہ)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر اہتمام یکم مارچ [illegible] کو یوم والدین منایا گیا۔ اس موقعہ کے لئے مجلس کی درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے جو پیغام ارسال فرمایا وہ حسب ذیل تھا:۔

برادران عزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے خواہش کی ہے کہ میں یوم والدین کی تقریب پر کوئی پیغام ارسال کروں ان کی خواہش کے احترام میں نیز اس خیال سے کہ کراچی میں اس نوعیت کی یہ پہلی تقریب ہے۔ باوجود اس کے کہ میں ان دنوں بیمار اور صاحب فراش ہوں یہ چند سطور بھیج رہا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس ٹوٹی پھوٹی عبارت میں اثر رکھ دے اور سننے والوں کے دل میں عمل کا بے پناہ جذبہ پیدا کرے

مجلس خدام الاحمدیہ کے پروگرام کے ماتحت "یوم الدین" کے انعقاد سے میرے مدنظر یہ امر تھا کہ احمدیت کی نئی نسل کی تربیت اور اصلاح کے کام میں ہمیں ان احمدیوں کا تعاون حاصل ہو جائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کے متعلق احمدی والدین کا زاویہ نظر بہت غلط قسم کا تھا جس کی ذمہ داری کچھ تو والدین پر تھی اور کچھ خود ہمارے طریق کار کی خرابی کی وجہ سے اور باہمی افہام وتفہیم کی کمی کی وجہ سے غلط فہمی پیدا ہو رہی تھی نتیجہ یہ تھا کہ جہاں ایک طبقہ کلیتہً اپنی اولاد کی دینی تربیت سے غافل تھا اور اپنی اس ذمہ داری کو خدام الاحمدیہ پر ڈال کر سمجھتا تھا کہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا ہے تو دوسری طرف والدین کا ایک دوسرا طبقہ ایسا تھا جو مجلس خدام الاحمدیہ کو اپنی اولاد کے معاملات میں بے جا دخل اندازی کرنے والا سمجھنے لگا تھا جس کے نتیجہ میں نئی نسل کی اصلاح کا کام جو پہلے ہی ایک مشکل امر تھا اور بھی مشکل ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک جماعت احمدیہ کی نوجوان نسل کی تربیت میں جو کمی واقع ہوئی ہے اس کی وجوہات میں سے بڑی وجہ والدین اور خدام الاحمدیہ کے درمیان افہام وتفہیم اور تعاون کی کمی بھی ہے اس نقص کو دور کرنے کے لئے اور احمدی والدین کو اللہ اور اس کے رسول کے نام پر خود انہی کی اولاد کی بہتری کے لئے تعاون کی دعوت دینے کے لئے میں نے یوم والدین کا پروگرام جاری کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اولاد کی تربیت کی اصل ذمہ داری خود والدین پر ہے۔ اور والدین ہی اللہ تعالیٰ کے حضور اس نعمت خداوندی کے متعلق پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے کس حد تک اس کی قدر کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایھا الذین امنوا
قوا انفسکم واھلیکم
نارا وقودھا الناس
والحجارۃ

کہ اے ایمان کا دم بھرنے والو اپنے آپ کو بھی اور اپنے بیوی بچوں کو دوزخ سے بچانے کے لئے جدوجہد اور کوشش کرو۔ اس خطرناک آگ سے کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

پس قرآن کریم کی یہ آیت بتاتی ہے کہ بچوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری ان کے والدین پر ہے اگر وہ اس ذمہ داری کو ادا نہیں کریں گے اور اپنی اولاد کو محض دنیاوی تعلیم دلانے اور دنیا کمانے کی ترغیب دلانے پر اکتفا کریں گے نہ صرف اپنی اولاد سے دشمنی کریں گے۔ اور ان کے لئے دوزخ کا سامان کریں گے بلکہ خود اپنی عاقبت بھی خراب کریں گے پس یوم والدین کی یہ تقریب اس غرض کیلئے ہے کہ ہم احمدی والدین کو خدام کے نام پر اور اسلام کے رسول کے نام پر اور احمدیت کے نام پر اور خود ان کی اولاد کی بہبود کے نام پر درخواست کریں کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے کام میں مجلس خدام الاحمدیہ کا ہاتھ بٹائیں اور اس ذمہ داری کو ادا کر کے اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچائیں اور ان کے لئے جنت کے سامان کریں تا ان کی اولاد بھی ان نوروں اور برکتوں کی وارث ہو جو خدائی جماعت کے لئے مقدر ہیں اور تا اور ان کی اولاد بھی ان خوش بختیوں میں شامل ہو جو خدائی نور کو پھیلانے اور نیکی اور خوبی اور حق وصداقت اور خدا ترسی کو قائم کرنے کے لئے خدا کی طرف کھڑے کئے جاتے ہیں۔ بدقسمت ہے وہ انسان اور اپنی اولاد کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ باپ جو اپنے بچوں کے لئے دنیا کی دولت اور وجاہت کا خواہاں ہے مگر اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ اس کے بچوں کو ایمان کی دولت تقویٰ کی دولت خدا اور اس کے رسول کی محبت کی دولت بھی ملتی ہے یا نہیں۔

کاش مجھ میں طاقت ہو کاش مجھے وہ الفاظ مل جائیں جن سے میں اپنے سب بھائیوں کو یہ یقین دلا سکوں کہ دنیا کی کوئی دولت انسان کو سچی خوشی نہیں پہنچا سکتی حقیقی راحت مہیا نہیں کر سکتی۔ سچی خوشی اور حقیقی راحت صرف اور صرف اس دولت سے ملتی ہے۔ جو انسان کے سینہ میں مخفی ہے۔ سچی خوشی اور حقیقی راحت ایمان سے یقین سے، خدائی محبت سے اس کے قرب سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے والدین یہ بات یاد رکھیں اور اپنے پلے باندھ لیں کہ اگر انہوں نے اپنی اولاد کو دنیا پرستی اور مادیت کے طریقوں میں لگا دیا تو بڑے ہو کر ان کی اولاد انہیں دعائیں نہیں دے گی۔ اور انہیں اپنا محسن نہیں سمجھے گی۔ اور اس کا نتیجہ ان کے لئے بھی اور ان کی اولاد کے لئے بھی حسرت کے سوا اور کچھ نہ ہو گا۔

دوسری غلط فہمی جو والدین میں پیدا ہو رہی تھی اور جس کا دور کیا جانا آئندہ نسل کی اصلاح کے لئے بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بعض والدین نے مجلس کو اپنے حقوق میں دخل اندازی کرنے والا اور اپنی اولاد کا دشمن سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ میں بحیثیت صدر مجلس ایسے سب احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہم تو آپ کے اور آپ کی اولاد کے خادم ہیں۔ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ ہماری تنظیم کا مقصد صرف اور صرف خدمت ہے آپ کی بھی اور آپ کی اولاد کی بھی۔ اگر ہماری تنظیم کے مقصد اور اس کے پروگرام کے نتیجے میں بچے گستاخ ہو جائیں اور والدین کے ادب اور ان کے حکم کو نظر انداز کر دیں تو ہم خود ہی اپنے مقصد کو شکست دینے والے ہوں گے اور اگر والدین اپنے بچوں کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیں کہ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے عہدیدار تمہارے بھی خواہ نہیں تو وہ اپنی اولاد سے بھی اور ہم سے بھی زیادتی کرنے والے ہوں گے۔ میں اس موقعہ پر والدین کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ جن کے دل میں یہ بدظنی ہے وہ اسے نکال دیں اور یقین کریں کہ ہمارا مقصد ان کی اولاد کی خدمت ہے اور کچھ نہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد بھی تقویٰ اور خدمت دین کی نعمت سے مالا مال ہو سکتا ہے کہ بعض عہدیداروں کی طرف سے ایسا رویہ اختیار کیا جاتا ہو جو والدین کے احترام کے خلاف ہو یا ایسا پروگرام بنایا جاتا ہو جسے والدین مفید نہ سمجھتے ہوں ایسی صورت میں والدین کا فرض ہے کہ قائد یا مرکز کو توجہ دلائیں تاکہ اگر والدین کی شکایت صحیح ہو تو اس کو دور کیا جا سکے۔ یا اگر غلط فہمی ہو تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ غرض یہ وہ وجوہات تھیں کی بناء پر میں نے یوم والدین کا انعقاد مجلس کے پروگرام میں شامل کیا ہے تاکہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب کی خدمت میں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت دی ہے یہ درخواست کی جائے کہ اس نعمت کی قدر کریں اور اپنی اولاد کو اس راہ پر چلائیں جو ان کے دین و دنیا دونوں لحاظ سے برکت کا موجب ہو میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب بھائیوں سے جہاں تک میری یہ آواز پہنچ سکے اور جہاں جہاں تک میری یہ بات پہنچے عرض کرتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک بڑے نازک دور میں سے گذر رہی ہے۔ مادہ پرستی کے عام رجحان نے ہماری جماعت کو بھی متاثر کیا ہے جس کے نتیجہ میں بے چینی اور قلق اور اضطراب نظر آتا ہے۔ خصوصاً نوجوان طبقہ تو بہت ہی مضطرب ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے اعمال اس کے دعوے کے مطابق نہیں اور یہ چیز لازمی طور پر ذہنوں میں خلش پیدا کر رہی ہے۔

آج کی دنیا میں سب انسان ہی روحانی طور پر پیاسے ہیں۔ اور روحانی تسکین حاصل نہ ہونے کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں لیکن سب سے زیادہ دکھ اس وقت کا ہوتا ہے اور جس غم سے دل کٹنے لگتا ہے جب میں احمدی نوجوانوں کو جنہیں دنیا کی روحانی پیاس کو بجھانے کیلئے پیدا کیا ہے پیاسا دیکھتا ہوں اس لئے میری والدین سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ نئی نسل کی اصلاح میں بہت پہلے تعاون کریں تاکہ ہماری مشترکہ کوششوں کے نتیجہ میں احمدیت کی آئندہ نسلیں نہ صرف اپنی روحانی پیاس کو بجھا سکیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور فیض سے وہ اتنے فیض رساں ہو جائیں کہ دوسروں کیلئے ہادی اور پیاسی روحوں کیلئے آب حیات مہیا کرنے والے ہو جائیں۔

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ خدا کرے کہ احمدیت نسلاً بعد نسل خدا کی توحید کو قائم کرنے کا ذریعہ اور نسلاً بعد نسل ہی

علاقہ پونچھ میں تربیتی و تبلیغی دورہ

منجانب شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ علاقہ پونچھ (راجوری) بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

۲۱ فروری مکرم بدر الاسلام امیر صاحب اور مکرم محمد ایوب صاحب اور خاکسار دھرسال، ٹائیں، چھجلہ، سوناگلی کے دورہ پر روانہ ہوئے ہمارا وفد بچرگلی پہنچا۔ چند افراد کو تبلیغ کی گئی جس میں کہ ایک دوست نے بیعت کی۔ الحمد للہ۔ مقام دھرسال مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک لیکچر دیا مکرم امیر صاحب نے لٹریچر تقسیم کیا۔ اور راستہ میں افراد کو پیغام حق پہنچاتے ہوئے رات کو ہم چھجلہ پہنچے۔ ایک دوست کو زیر تبلیغ رکھا گیا۔ صبح ہم مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب معلم وقف جدید کے ہمراہ ٹائیں پہنچے جماعت ٹائیں اور طلباء مکتب ٹائیں نے وفد کا استقبال کیا۔ طلباء کا مکرم بابو محمد یوسف صاحب کے زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب خاکسار اور امیر صاحب نے حصول تعلیم اور احمدیت کے لئے قربانیاں کرنے اور اعمال صالحہ بجالانے پر نصائح کیں۔ اور بچوں کو وقت کی قدر کرنے اور زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کی طرف توجہ دلائی مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی بعض آیات کی تشریح کرتے ہوئے باہمی اتفاق و اتحاد سے زندگی گذارنے کی تلقین کی۔ رات کو قیام مکرم ... الدین صاحب کے ہاں رہا۔ صبح بعد نماز فجر جناب مولوی محمد ایوب صاحب نے قرآن کریم کا درس دیا۔ بعد درس ہمارا وفد سوناگلی کے لئے روانہ ہوا۔

عہدیداران جماعت کے فرائض کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے قرآن کریم کی بعض آیات کی تشریح کرتے ہوئے احمدیت کی تعلیم پیش کی اور بالآخر دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

ٹائیں میں تبلیغی جلسہ یکم مارچ کو ہم واپس ٹائیں آ گئے راستے میں بعض دوستوں کو پیغام حق پہنچایا۔ ٹائیں پہنچنے پر جلسہ کی کارروائی ٹھیک بارہ بجے زیر صدارت امیر جماعت بابو محمد یوسف صاحب شروع ہوئی۔ افتتاحی تقریر صاحب صدر نے کی۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عزیز محمد صادق صاحب طالب علم مکتب سوناگلی نے تقریر کی۔

صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر خاکسار نے تقریر کی۔ جماعت احمدیہ کے نظام پر گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید نے تقریر کی۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے موضوع پر مکرم محمد حسین صاحب خادم نے تقریر کی۔ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ سلسلہ نے متفرق مسائل اجرائے نبوت، وفات مسیح علیہ السلام وغیرہ پر تقریر کی۔ جلسہ میں غیر احمدی دوست بھی شریک تھے جو خدا کے فضل سے اچھا اثر لے گئے۔ ۲/ مارچ کو ایک غیر احمدی مولوی مکرم غلام محی الدین صاحب کی دعوت دینے پر ہمارا قیام صاحب موصوف کے ہاں رہا۔ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے قرآن کریم کی روشنی میں مختلف مسائل غیر از جماعت دوستوں کو سمجھائے۔ اور یہ سلسلہ گفتگو رات کے بارہ بجے تک جاری رہا۔

۳/ مارچ کو بمقام چھجلہ ٹائیں کے درمیان ایک بہت بڑا اجتماع ہوا۔ احمدی احباب اور غیر احمدی دوست کثرت سے جمع ہوئے۔ مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد شفیع صاحب اور مولوی میر محمد صاحب اور سید محمد صاحب سوال و جواب کرتے رہے۔ ہماری طرف سے مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مکرم بابو محمد یوسف صاحب مکرم گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید اور خاکسار نے اس گفتگو میں حصہ لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

سوناگلی سے دھرسال اور وہاں سے چار کوٹ آئے یہاں جمعہ کی نماز ادا کی گئی۔ بعدہٗ پرانش امیر صاحب نے احباب جماعت کو خطاب فرمایا۔

سوناگلی میں مورخہ ۲۹/ فروری ہمارا وفد مکرم گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید اور مکرم محمد حسین صاحب معلم وقف جدید و دیگر احباب کی معیت میں روانہ ہو کر جب سوناگلی پہنچا تو سوناگلی کی جماعت اور مکتب کے طلباء نے بھی وفد کا استقبال کیا۔ بچوں کا اجلاس زیر صدارت مکرم امیر صاحب منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد بعض طالب علموں نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ جن کو سنکر دل بہت خوش ہوا۔ جناب امیر صاحب اور مولوی صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور حسب موقع طلباء کو نصائح کی گئیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

علاوہ ازیں سوناگلی کی جماعت کا تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم امیر صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے موصوف میں آپ نے نظام وصیت، وقف جدید، فرائض عہدیداران، مبلغین کے ساتھ تعاون وغیرہ مسائل پر روشنی ڈالی۔

جلسہ یوم مسیح موعود منجانب لجنہ اماء اللہ بنگلور

مورخہ ۲۹/ مارچ ۱۹۶۴ء کو یوم مسیح موعود کا جلسہ بمکان سلیمہ خاتون صاحبہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت خاکسارہ نے کیں۔ تمام ممبرات حاضر تھیں۔ غیر احمدی مستورات بھی شریک جلسہ تھیں۔ تلاوت قرآن شریف اور نظم کے بعد مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ نے مسیح موعود ع کی پیشگوئیوں پر ایک مضمون پڑھ کر سنایا اور نظم مکرمہ خیر النساء صاحبہ نے خوش الحانی سے پڑھی بعدہٗ مکرمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے حضرت مسیح موعود ع کی سیرۃ پر مضمون پڑھ کر سنائی۔ ایک نظم مکرمہ وسیم النساء صاحبہ نے درثمین سے پڑھی۔ مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ نے حضرت مسیح موعود ع کے مختلف پہلوؤں پر ایک مضمون تیار کر کے پڑھا۔ بعد ازاں عزیزہ شوکت جہاں نے "احمدیت کیا ہے" پر مضمون تیار کر کے پڑھا۔ بعد خاکسارہ نے صداقت مسیح موعود ع کے مختلف پہلوؤں پر اور پیشگوئی مصلح موعود پر واضح تقریر کی۔ اس کے بعد ناصرات کی لڑکیوں نے بڑے سوز و گداز سے ایک نظم "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" پڑھی۔

تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور سلسلہ عالیہ کی ترقی کے لئے اور حضور کی کامل صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا کی اور جلسہ برخاست ہوا۔ الحمد للہ

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے ہم کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

خاکسارہ اختر بیگم سیکرٹری لجنہ بنگلور

سونگھڑہ کی جماعت کا جشن مسرت

مورخہ ۲۹/ مارچ ۱۹۶۴ء بروز اتوار حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کامیاب خلافت پر پچاس برس گذرنے کی تقریب پر جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے جشن مسرت پورے شان و شوکت سے منایا دن کے وقت بچے اور خدام نے جامع مسجد احمدیہ کو سبھی کی صفائی وغیرہ کی اور روشنیوں کا بہتر انتظام کیا۔ رات کو مسجد کی چار دیواری اور صحن وغیرہ میں چراغاں کیا گیا۔ بعد نماز عشاء خاکسار صدارت میں ایک باوقار جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جماعت کے جملہ مرد و زن خورد و کلاں شامل ہوئے۔ مستورات اندر مسجد و صحن بیٹھ کر جلسہ کی کارروائی نہایت سکون سے سنتی رہیں۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم سید محمود احمد صاحب نے "ملک دو لگا دو راس مہ سے اندھیرا" پر روشنی ڈالی مکرم مولوی سید حسام الدین صاحب فرسٹ کلاس مجسٹریٹ نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے جماعت کو قربانی کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب معلم وقف جدید راجگیر نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پچاس سالہ دور خلافت کے ان گنت تبلیغی و تربیتی امور پر روشنی ڈالی اور آخر میں جماعت کو اپنے اپنے قلوب کی صفائی شفقت علیٰ خلق اللہ اور تعلق باللہ پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ... مکرم محترم مولوی سید محمد احمد صاحب نے "روانگا دو راس مہ سے اندھیرا" کے اچھوتے اور نہایت دلکش رنگ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ تمام حاضرین کی مٹھائی و پان وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ عزیزہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور مکرمہ نجم النساء صاحبہ نے اپنے اخلاص کی وجہ سے پیش کیا تھا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار

سید حسام الدین احمد عفی عنہ امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

درخواست دعا

محترمہ اہلیہ صاحبہ میاں عطاء اللہ صاحب وکیل سابق امیر راولپنڈی حال مقیم کینیڈا کی ایک آنکھ باقی تھی جس کا پردہ تبدیل کر کے پھر دوسرا اپریشن ہوا۔ اب بحالیٔ نظر کے لئے پھر پردہ تبدیل کیا جانا ہے۔ احباب بحالیٔ نظر اور اس خاندان کی دیگر پریشانیوں کے دور ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار

ملک صلاح الدین ایم۔ اے

قادیان

مسیحی طلباء کی مجلس میں ایک تبلیغی تقریر

از مکرم مولوی محمد سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

یہ اللہ کا فضل ہے کہ ۷؍اپریل کو مجھے مسیحی اسٹوڈنٹوں کی ایک اسٹڈی کلاس میں اسلام اور احمدیت پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔

مارچ کے پہلے ہفتہ میں مجھے ہنری مارٹن اسکول آف اسلامک انسٹیٹیوٹ جے پور کے ڈائرکٹر مسٹر ڈگلس ملے تھے اور خواہش کی تھی کہ عنقریب اس ادارے کے زیر انتظام بمبئی میں عیسائی طلباء کے لئے جو اسٹڈی کلاسز ہونے والے ہیں ان میں ایک دن میں بھی تقریر کروں۔ میں نے ان کی یہ دعوت قبول کر لی تھی۔

مجھے مسٹر ڈگلس نے بتایا کہ یہ "اسلامک انسٹیٹیوٹ" ایک مسیحی ادارہ ہے۔ جو اسلامیات پر ریسرچ کرتا ہے۔ اور عیسائی طلباء کو مسلمانوں کے دل و دماغ تک پہنچنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب یہ تبلیغی پروپیگنڈہ کے مناظرانہ طریق اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ مسلمانوں تک پُر امن طور پر مسیحیت کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہماری خواہش ہے کہ ان مجالس "مطالعہ" میں خود مسلمانوں کی زبانی ہم اسلامی عقائد و تعلیمات سنیں۔ مسٹر ڈگلس نے یہ بھی بتایا کہ اسی مقصد کے پیش نظر ہم نے بہت سے اسلامی فرقوں کے نمائندوں کو اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔

مسٹر ڈگلس سے دیر تک مختلف موضوعوں پر بات چیت ہوتی رہی۔ میں نے اس نشست میں ان پر یہ واضح کر دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پہلی تصنیف "براہین احمدیہ" میں مذہبی اور مناظرانہ گفتگو کی جو روح پیش کی ہے۔ دراصل جماعت احمدیہ کا "علم کلام" وہی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخر تک یہی موقف اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہے۔ مذہبی مناظروں کا جو تکلیف دہ رو داد ہم پڑھتے ہیں یہ جماعت احمدیہ کی پالیسی کے مطابق نہیں ہم ہر مذہب کے نمائندے سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے محض عقل و منطق کا سہارا نہ لو۔ بلکہ اگر واقعی تم اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنا چاہتے ہو تو اپنی مذہبی کتاب کو "کتاب ناطق" اور اپنے مذہب کو ایک زندہ مذہب کے طور پر پیش کرو۔ اگر تم اس طریق کے پابند نہیں تو پھر تمہاری حیثیت عدالت کے ایک وکیل کی ہو جاتی ہے جو مدعی یا مدعا علیہ کو بے طرف کر کے مروجہ قانونی پیرایہ میں خود ایک مقدمہ پیش کرتا ہے اور خود ہی اپنی عقل اور علم کے زور سے اس کو مدلل بناتا ہے۔ اس وقت مدعی و مدعا علیہ کی حیثیت ایک تماشائی کی ہوتی ہے۔ وہ عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہو کر دل ہی دل میں خوش ہوتا ہے اور اپنے وکیل کو آفرین و شاباش کہتا ہے۔ یا پھر دلگیر ہوتا ہے۔ اور پچھتاتا ہے کہ ایسے نا اہل شخص کو اپنا وکیل کیوں بنایا۔ یعنی یہ تماشا ہوتا ہے۔ صرف وکیل کے علم اور زور بیان کا۔ واقعات کی صحت یا عدم صحت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ بسا اوقات مدعی اور مدعا علیہ کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وکیلوں کی بحث۔ نکات اور دلائل ان کی عقل و فہم سے بالاتر ہوتی ہیں۔ جماعت احمدیہ مذہبی مباحث کو دنیا کی عدالتی کارروائی نہیں سمجھتی۔ اور نہ ان باتوں کو عدالتی وکیلوں کی میزان پر تولنا جائز سمجھتی ہے۔

دوسرا مطالبہ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیش کیا گیا وہ یہ ہے کہ زندگی کے لئے زندہ مذہب کی ضرورت ہے۔ اس لئے جو شخص اپنے مذہب کی صداقت منوانا چاہتا ہے وہ ہمارے سامنے اپنے مذہب کو "زندہ مذہب" کی صورت میں پیش کرے۔ وہ بتائے کہ کیا آج بھی اس مذہب کا روحانی فیضان جاری ہے۔ کیا آج بھی اس مذہب کے ماننے والوں کو خدا کی طرف سے رؤیا و کشوف حاصل ہوتے ہیں۔ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور ان کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں مستجاب ہوتی ہیں۔

مسٹر ڈگلس جماعت احمدیہ سے کچھ کچھ متعارف تھے۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلحانہ جد و جہد کا کوئی واضح تصور ان کے سامنے نہیں تھا۔ اس لئے وہ بہر حال ان باتوں سے بہت متعجب ہوئے۔ اس دن اسی قسم کے بہت سے موضوعوں پر دیر تک مسٹر ڈگلس سے بات چیت ہوتی رہی۔ وہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے متاثر ہو گئے۔ اور میں نے ان کو پورے صاف دل اور روشن خیال پایا۔ ساتھ ہی ان کو بہت خوش اخلاق اور باوقار انسان بھی پایا۔ اس دن وہ مجھ سے اس مجلس میں شرکت اور تقریر کا وعدہ لے کر جے پور چلے گئے۔

۲۷؍مارچ کو مجھے ان کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ ان کلاسوں کے لئے یکم اپریل سے ۱۰؍اپریل تک میتھوڈسٹ چرچ کلیر روڈ میں انتظام کیا جا رہا ہے۔ یکم اپریل کو مجھے مسٹر ڈگلس کی طرف سے باقاعدہ دعوت نامہ بھی مل گیا۔ ۵؍اپریل کو وہ خود دار التبلیغ آئے اور مجھ سے شرکت و تقریر کا وعدہ لے کر چلے گئے۔

۷؍اپریل کو ان کا ایک آدمی شام کے ۴ بجے مجھے لینے کے لئے آ گیا۔ میں جب میتھوڈسٹ چرچ پہنچا تو سب سے پہلے چائے کی پیالی پیش کی گئی۔ بعد میں سب نے تمام حاضرین کے ساتھ دعا کی۔ پھر تعارف کا دور چلا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آج جن لوگوں کو مخاطب کرنا ہے وہ ہندوستان بھر کے میتھوڈسٹ چرچوں کے نمائندے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ان چرچوں کی طرف سے ہندوستان کی مختلف بستیوں میں تبلیغی ڈیوٹی پر مقرر ہیں۔ یا مقرر ہونے والے ہیں۔ یہاں آ کے مجھ پر ان کلاسوں کی اہمیت واضح ہو گئی۔ اور میں نے کوشش کی کہ اس مجلس میں ایسی باتیں بیان کروں جن سے مسیحیوں کی ان غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جو اسلام اور احمدیت کی طرف سے ان کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی عیسائیوں کے نزدیک اسلامی تعلیمات کا وقار قائم ہو۔

میں نے سب سے پہلے ان کلاسوں کے منتظمین اور شرکاء کو مبارکباد دی۔ پھر ان کے سامنے قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ پیغام پیش کئے۔ قرآن شریف کا یہ تھا۔

يا اهل الكتاب تعالوا الى
كلمة سواء بيننا وبينكم
ان لا نعبد الا الله ولا
نشرك به شيئا ولا
يتخذ بعضنا بعضا
اربابا من دون الله.

اے اہل کتاب آؤ اس بات پر ہم سب متفق ہو جائیں کہ ہم اللہ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو ہم خدائی کا مقام نہ دیں۔

اس آیت کریمہ کی شان نزول بیان کی یعنی مسجد نبوی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کے نماز ادا کرنے کا ذکر بھی کیا۔ پھر قرآن مجید کی ان آیات کی تلاوت کی جن میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے سچے پیروؤں کی تعریف و توصیف کی گئی ہے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی ایک سورہ کریمہ کا نام ہی سورۃ مریم رکھا ہے۔ اور ایک جگہ خدا نے تمام ایمانداروں کو حضرت مریم علیہا السلام سے تشبیہ دی ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نسب نامہ پیدائش۔ شخصیت۔ مقام۔ منصب۔ زندگی و موت جن پر یہودی معترض تھے قرآن پاک نے یہودیوں کے مقابل حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف سے جو زبردست دفاع کیا اس پر بھی روشنی ڈالی۔

پھر میں نے مدینے کے ان تین طاقتور یہودی قبائل کا ذکر کیا۔ جو اسلام کے شدید مخالف تھے اور میں کے بیچ میں گھرے ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی مقدس اور عظیم شخصیت کو اجاگر کیا۔ میں نے یہ مضمون نہایت مدلل طور پر بیان کرنے کی توفیق پائی۔ سامعین نوٹس لیتے جا رہے تھے۔ کبھی کبھی مجھے ان کی خاطر رک رک کے بولنا پڑتا تھا۔

اس کے بعد میں نے ان لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام سنایا کہ

اگر تم مسیحیت کی صداقت ثابت کرنی چاہتے ہو تو یہ بتاؤ کہ آج اس مذہب میں کون سی روحانی زندگی پائی جاتی ہے۔ رؤیا۔ کشوف۔ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ۔ وہ ذرہ بھر ایمان جس کی قوت سے بقول مسیح پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلتے نظر آئیں۔ میں نے زوردار الفاظ میں ان سے یہ مطالبہ کیا کہ ہم صرف جناب مسیح کے معجزات و خوارق کی باتیں سنکر مطمئن ہونے والے نہیں ہیں بلکہ ہم اس دنیا میں ایسے لوگوں کو دیکھنا چاہتے ہیں جن کی طرف دنیا یہ کہہ کر اشارہ کرے کہ یہ ہیں جناب یسوع مسیح کے شبیہ و نظیر۔

پھر میں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "موعود اقوام عالم" کی حیثیت سے پیش کیا۔ آپ کی پاکیزہ زندگی پر روشنی ڈالی۔ اور آپ کی بعثت کی یہ خصوصیت بیان کی کہ آپ پر ایمان لانے کے بعد خود بخود انسان مرد مومن کے تمام انبیاء کرام سے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔ خواہ وہ عرب کے ہوں یا ایران و ہندوستان کے۔

پھر میں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے [illegible] کرتے

ہوئے سخت کلامی کا جواب دیا۔ جس کا پہلے کلاسوں کی بعض تقریروں میں ذکر کیا گیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اگر ایک مصلح یا مناظر کی ان باتوں کا سخت کلامی میں شمار ہو سکتا ہے تو یہ بتایا جائے کہ نئے عہد نامے میں جو حضرت یسوع مسیح اور ان کے مقرب حواریوں کے سخت دل آزار اور اہانت آمیز جملے نقل کئے گئے ہیں۔ ان کا کس اسلوب گفتگو میں شمار کیا جاتا ہے۔ پھر میں نے انبیاء کرام اور صداقت پسند انسان کے آداب گفتگو کا فرق بتایا۔

اس کے بعد عقیدہ تثلیث اور وفات مسیح متعلق جماعت احمدیہ کی تحقیق پیش کی۔ پھر کہا کہ اگر ہمارے یہ عقائد آپ کے نزدیک جرم ہیں تو

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

یوں کہ کریسانے یونیٹیرین فرقہ اور تاریخ مسیحیت کے ان چند اور مروں کا ذکر کیا جبکہ اسی اختلاف نے مسیحیوں میں بھیانک شکل اختیار کر لی۔

میرے اس انداز بیان کا فائدہ یہ ہوا کہ پادری میرے منہ سے تلخ کہہ ڈالیں مگر ان کی تلخی محسوس نہ ہوگی۔ خصوصاً یہ لوگ اوپر کے مصرعہ سے بہت محظوظ ہوئے۔

آخر میں میں نے سورۃ مائدہ کے آخری رکوع کا ترجمہ سنایا اور کہا کہ حضرت مریم جناب مسیح اور مسیحیت کے متعلق ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ میری یہ تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ مجھے اتنا ہی وقت دیا گیا تھا۔ مسٹر ڈگلس نے نہایت شاندار اور پسندیدہ الفاظ میں میرا شکریہ ادا کیا۔

ان کلاسوں میں مخصوص مسیحی پادریوں اور اسٹوڈنٹوں کے علاوہ اور کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ البتہ میری سفارش پر ہندوانی افریقہ کے ایک ڈاکٹر سوشل حلقہ اور مسلمانان کونگو کے ایک لیڈر ڈاکٹر نائیک کو شرکت کی اجازت دی گئی تھی۔ مسیحی پرچیلوں کے نمائندوں کی تعداد پچاس کے لگ بھگ تھی۔ اس میں ہندوستان کی تمام ریاستوں کے نمائندے تھے۔

قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اس تقریر میں برکت دے سامعین کو شرح صدر عطا فرمائے۔ اور مجھے آئندہ بھی ایسی مجلسوں میں پیغام حق پہنچانے کا موقعہ دیتا رہے۔ آمین

خط و کتابت و ترسیل زر کے لئے مینیجر بدر کو مخاطب فرمایا کریں۔

مرکز اسلام مکہ معظمہ سے دوسرا مکتوب گرامی

(بقیہ صفحہ اول)

بمبئی سے جدہ کو روانگی

ہمارا ہوائی جہاز بمبئی سے ٹھیک ۸½ بجے صبح روانہ ہوا۔ اس وقت حاجیوں کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ اپنے رشتہ دار دوست عزیز و اقارب اہل و عیال کی جدائی۔ اپنے تمام کاروبار و جائیداد مال و دولت کو چھوڑ کر اپنے خدا کے حکم کے مطابق لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔ کہتے ہوئے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے ہوائی جہاز کی طرف بڑھتے ہیں۔ ہوائی جہاز کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے مڑ مڑ کر اپنے الوداع کہنے والوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ جب ہوائی جہاز کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو حسرت بھری نگاہوں سے اپنے ملک کی طرف آخری نگاہ دوڑاتے ہیں۔ جہاز میں بیٹھنے کے بعد چند ہی منٹ کے بعد جب جہاز روانگی کے لئے تیاری کرتا ہے اُن کی زبانوں پر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا شروع ہو جاتی ہے۔ جب ہوائی جہاز زمین چھوڑ کر پرواز کرتا ہوا آسمانوں کی بلندیوں پر پہنچتا ہے۔ اس وقت حاجیوں کو اوپر آسمان اور نیچے سمندر کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اگر زبان پر کچھ ہوتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کا نام۔

جیسے جیسے وقت گزرتا ہے ہوائی جہاز اپنی مسافت طے کرتا ہے۔ حاجی لوگ کبھی نیچے کی طرف دیکھتے ہیں تو سمندر کے پانی پر نظر پڑتی ہے۔ اور کبھی اوپر نظر کرتے ہیں تو آسمان نظر آتا ہے نہ چرند نظر آتا ہے نہ پرند حاجیوں کے آنکھوں کے سامنے وہ تصورات و خیالات یکے بعد دیگرے کبھی عزیز و اقارب کبھی اہل و عیال کبھی کاروبار کبھی مال و دولت و جائیداد غرضیکہ ہر قسم کے تصورات و خیالات آتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کے دل کی ڈھارس ذکر الٰہی درود شریف۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تلاوت قرآن مجید سے بندھتی ہے۔

حاجیوں کے دل بہلانے کے لئے ہوائی جہاز کا عملہ وقتاً فوقتاً کبھی پھلوں کا شربت کبھی پیپرمنٹ و چاکلیٹ اور کبھی چائے وغیرہ پیش کرتا ہے۔ چونکہ ہوائی جہاز صبح ہی روانہ ہوا تھا ناشتہ بھی ہوائی جہاز میں ہی دیا گیا۔ بہرکیف ہوائی جہاز پورے پانچ گھنٹے پرواز ہوتے ہیں۔ تمام حاجی نہایت ہی خاموشی سے ذکر الٰہی اور قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف رہتے ہیں۔ اس جہاز میں ۱۴ حاجی جن میں مستورات بھی تھیں سفر کر رہے تھے

بالآخر ہوائی جہاز کے عملہ کی جانب سے مسافروں کو یہ اطلاع دی گئی کہ اب جدہ کے پہنچنے میں صرف دس منٹ باقی ہیں۔ تمام حاجی تیاری کر لیں نیز تا وقتیکہ جدہ پر ڈاکٹر میڈیکل سرٹیفکیٹ کی تنقیح و جانچ نہ کریں کوئی حاجی جہاز سے اٹھنے یا اترنے کی کوشش نہ کرے۔ اب خشکی نظر آ رہی تھی۔ پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ بنجر زمین جو نہ آباد ہونے کے قابل ہے اور نہ کاشت کے نظر آ رہی تھی۔ حاجی لوگ جدہ کے منتظر تھے۔ اتنے میں ہمارا ہوائی جہاز ایک آبادی پر پہنچا جہاں بڑی بڑی بلڈنگیں چوڑی چوڑی سڑکیں اور خوشنما شہر نظر آ رہا تھا۔ ابھی ایک منٹ بھی نہ گزرا تھا کہ ہمارا ہوائی جہاز زمین پر اتر پڑا اور ہم جدہ کے ہوائی اڈہ پر تھے۔ جوں ہی ہوائی جہاز زمین پر ٹھہرا ہم۔ ۵ اشخاص فوراً ہوائی جہاز میں گھس پڑے اور حاجیوں سے میڈیکل سرٹیفکیٹ دریافت کرنے لگے۔ بعد ازیں ہم سب کو جہاز سے اترنے کا حکم ہوا۔ یکے بعد دیگرے تمام حاجی جہاز سے اتر پڑے۔ جہاز سے اترتے ہی یکے بعد دیگرے سفید لمبے چغے پہنے ہوئے سروں کو کپڑوں سے ڈھکے اور رسیوں سے لپیٹے ہوئے ہمارے گورے رنگ کے افسر بڑی تیزی سے بڑی کرخت لہجہ میں یا حاجی تعال یا حاجی امش الرکب السیارۃ کہتے ہوئے پھر رہے تھے۔ تمام حاجیوں کو ہوائی جہاز کے اڈہ سے موٹروں کے ذریعہ مسافرخانہ میں (جو ہوائی اڈہ سے تخمیناً ایک میل ہے) پہنچایا گیا۔ ملک نیا۔ آدمی نئے۔ تہذیب و تمدن نیا۔ زبان نئی۔ غرضیکہ ہندوستان سے نکل کر بالکل ایک نئے ملک میں وارد ہو چکے تھے۔ ہمارا ہوائی جہاز ٹھیک ۴۵۔ ۱۲ بجے دن ہندوستانی ٹائم کے مطابق جدہ پہنچا اُس وقت کافی گرمی ہو رہی تھی۔

تمام حاجیوں کو کسٹم چیکنگ تک پہنچایا گیا جو مسافرخانہ کے بالکل ملحق ہے۔ یہ مسافرخانہ چار منزلہ نہایت ہی اعلیٰ قسم کا بنا ہوا ہے مسافروں کے لئے ہر قسم کا آرام دستیاب ہے جا بجا پانی کا انتظام نہایت ہی کشادہ کمرے اور ہر کمرے میں تقریباً ۱۰ پلنگ بچھے ہوئے ہیں۔ یہ عمارت سعودی حکومت کی بنائی ہوئی ہے۔ تمام حاجی بعد فراغت کسٹم معلم کے وکیل کے ذریعہ مع اسباب کے کمروں میں پہنچائے جاتے ہیں۔ یہاں حاجی لوگ چند گھنٹے آرام کرتے اپنے پاسپورٹ کی انٹری وغیرہ اور کرنسی کا تبادلہ نیز حسب ضرورت بعض خرید و فروخت کر لیتے ہیں۔ تقریباً ۸ بجے شام سے جدہ سے مکہ شریف روانگی عمل میں آتی ہے ہر حاجی اپنے معلم کی فیس مبلغ (۔/۱۹۲) ریال اور جدہ سے مکہ شریف جانے کا بس کا کرایہ نیز مبلغ (۱۱/۴۶) ریال ادا کرنا پڑتا ہے۔ جدہ نہایت ہی وسیع اور خوبصورت شہر ہے۔

جدہ سے مکہ کو

چونکہ ہم چار اشخاص تھے جن میں دو مرد اور دو مستورات تھیں ہم جدہ سے ٹیکسی کے ذریعہ شام روانہ ہو کر ۸½ بجے شب مکہ مکرمہ پہنچے۔ راستہ میں دو مقامات آتے ہیں۔ سڑکیں نہایت ہی اچھی اور کشادہ بنی ہوئی ہیں آمد و رفت کے لئے دو علیحدہ علیحدہ سڑکیں ہیں۔ جن پر موٹروں کی نہایت تیزی سے آمد و رفت رہتی ہے۔ جدہ سے مکہ شریف تقریباً (۴۰) میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہ سب پہاڑی سلسلہ ہے جا بجا کھلے میدان بھی ہیں۔ زمین پر کسی قسم کی روئیدگی نہیں ہے اور نہ ہی پہاڑوں پر کوئی درخت البتہ کچھ چھوٹے چھوٹے پودے نظر آتے ہیں۔ جدہ سے مکہ شریف تک سارا راستہ جا بجا پولیس کے ناکے ہیں۔ پولیس کا نہایت ہی اچھا انتظام ہے۔ جا بجا لالٹین کا بھی انتظام ہے۔ مسافروں کو ہر قسم کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ ہم لوگ جدہ سے مکہ مکرمہ تلبیہ پڑھتے ہوئے درود شریف پڑھتے ہوئے دعائیں کرتے ہوئے ٹھیک ۸½ بجے شب معلم صالح عبدالصمد ساعاتی کے مکان پر پہنچے۔ معلم صاحب نے ہماری خیر و عافیت اور کیفیت دریافت کی۔ بعد ازاں اپنے گھر کے دیوان خانہ میں ہمیں لے گئے۔ لیمن و چائے وغیرہ سے خاطر تواضع فرمائی۔ سامان وغیرہ ایک مقام پر رکھوایا۔ (باقی)

عید فنڈ

عید الاضحی قریب آ رہی ہے لہٰذا تمام جماعتوں کے مقامی عہدیداران سے درخواست ہے کہ عید فنڈ کی وصولی کا بھی خاص اہتمام فرمائیں۔ یہ چندہ دراصل خوشی کا صدقہ ہے تاکہ عید کی تقریبات میں دین اسلام کی ضروریات مدنظر رہیں۔ کیونکہ اسلام آج نہایت ہی کمزور حالت میں ہے۔ اور جماعت احمدیہ نے اس بات کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے کہ دین اسلام کو دنیا میں دوبارہ سرفراز کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے اور ہر حالت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

یہ چندہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ سے ہی ہر کمانے والے کے لئے چندہ عید فنڈ ایک روپیہ مقرر ہے اور باوجود کئی گنا مہنگائی بڑھ جانے کے اس کی شرح اب بھی اسی قدر ہے۔

اس مد کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ اس لئے جملہ عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ عید فنڈ کی ساری رقم بروقت مرکز قادیان میں بھجوا کر ثواب حاصل کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ایک خاص پیغام!

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء کے پیغام میں جماعت کے دوستوں کو صدقات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی تھی اور رَدِّ بلا اور جماعتی مشکلات کے ازالہ کے لئے صدقات کو سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہو۔ کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندہ کی عقل نہیں پہونچتی اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رَدّ کر دیتا ہے۔"

حضور ایدہ اللہ کا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں رکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ اس کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کرے۔ اس کے لئے کسی خاص مقدار میں مال کی شرط نہیں۔ بلکہ ہر مخلص اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق کچھ نہ کچھ صدقہ نکال سکتا ہے۔

لہذا جماعت کے ہر فرد کو چاہیئے کہ وہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں کم از کم مہینہ میں ایک بار باقاعدگی سے ضرور صدقہ دیا کرے اور ہر وہ شخص جو حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ایسا کرے گا۔ یقیناً خدا تعالےٰ سے دُہرے اجر کا مستحق ہوگا۔ ایک صدقہ دینے کا۔ اور دوسرے خلیفہ وقت کے ارشاد کی تعمیل کرنے کا۔ دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ صدقہ کی رقوم مرکز قادیان میں بھجوائی جانی چاہئیں۔ تا کہ مرکزی نظام کے ماتحت مستحقین پر خرچ کی جاسکیں۔

امید ہے کہ جملہ صدر صاحبان و عہدیداران مال اپنی اپنی جماعتوں میں حضور کا یہ پیغام بار بار سنا کر صدقہ کی تحریک میں باقاعدگی کا اہتمام کریں گے اور موجودہ مشکلات کے دور میں جماعت کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعاؤں پر زور دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرماتے۔

ناظر بیت المال قادیان

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کیلئے دعا و صدقہ

گذشتہ دنوں مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب مبلغ وقف جدید رانچی و سونگھڑہ جب تشریف لائے تو انہوں نے لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ نمبر ا میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کیلئے دعا و صدقہ کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ لجنہ حلقہ نمبرا کی طرف سے منعقدہ جلسہ المصلح الموعود کی تقریب کے موقعہ پر صدر لجنہ سیدہ مسرت النساء صاحبہ نے حضور کی لمبی علالت کا تذکرہ فرماتے ہوئے صدقہ اور دعاؤں کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ بہنوں نے اسی وقت رقم جمع کرنا شروع کی اور ایک بکرا صدقہ کے طور پر ذبح کیا گیا۔ ضرورتمندوں میں نقدی تقسیم کی گئی۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمارے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

خاکسارہ سیدہ نور النساء جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ نمبر ا

احباب جماعت اور مقامی عہدیداران کی ذمہ داریاں

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں صرف چند روز باقی ہیں۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذمہ کے جملہ چندہ جات کی سو فی صدی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ اور عہدیداران مال کا فرض ہے کہ وہ تمام وصول شدہ چندوں کی رقم ۲۵ اپریل سے قبل ہی مرکز میں بھجوا دیں۔ تا آخر تک خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل ہو کر متعلقہ جماعتوں کے حسابات میں محسوب ہو سکیں۔ اگر کوئی رقم ۳۰ اپریل تک داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ نہ ہو سکی۔ تو وہ اگلے مالی سال میں محسوب ہوگی۔ اس اصولی طریق کے مطابق جماعت کے ذمہ اس سال کا بقایا رہ جائے گا۔

لہذا ان دو ہفتوں میں چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ بلکہ بعض جماعتوں کے ذمہ تو سالہائے گذشتہ کی معقول رقوم بھی تا حال قابل وصول ہیں۔ جن کی وجہ سے خزانہ صدر انجمن احمدیہ منفی پوزیشن جا رہا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ کی ضروریات اس امر کی مقتضی ہیں۔ کہ چندے بڑھیں اور انجمن کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بقایا جات کی سو فیصدی وصولی پر پورا پورا زور دیا جائے۔ بقایا جات کی ادائیگی اور بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات احباب جماعت کی توجہ اور عملی تعاون کے لئے درج ذیل ہیں۔

حضور ارشاد فرماتے ہیں:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں ....

.... وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

نیز فرمایا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ کی کمی میں بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے۔ جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ انکی غفلت بھی سلسلہ کیلئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں جملہ امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تا کہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

سو جملہ احباب جماعت اور عہدیداران مال سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مالی فرائض کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دے کر ممنون فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ تمام احباب جماعت کے ساتھ ہو اور ان کو خدمت دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۱۳ اپریل۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں کہا کہ شیخ عبداللہ نے رہائی کے بعد کشمیر کے متعلق جو بیانات دیئے ہیں اُن میں سے بعض افسوسناک ہیں۔ آپ نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ اخبارات میں شیخ عبداللہ کے بعض بیانات اور تقاریر کی صحیح رپورٹنگ نہیں ہوئی۔ اور ان سے منسوب بعض ریمارکس اور حصے غلط ہیں۔ بہرحال میں اس مسئلہ کے متعلق سردست زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ کیونکہ شیخ عبداللہ جلد ہی مجھ سے ملنے والے ہیں۔ اور وہ ان امور کے متعلق بات چیت کریں گے۔ شری نہرو نے کشمیر کے متعلق بھارت کے سٹینڈ کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ مسٹر چھاگلہ نے سکیورٹی کونسل کی حالیہ بحث میں بھارت کی پوزیشن واضح کر دی تھی اور ہم اس پر قائم ہیں یعنی یہ کہ جموں و کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔

نئی دہلی ۱۳ اپریل۔ آج لوک سبھا میں وزیر داخلہ شری نندہ نے بتایا کہ بھارت اور پاکستان کے وزراء داخلہ کی کانفرنس میں بھارت نے جو تجاویز پیش کیں ان میں ایک تجویز یہ بھی تھی کہ فرقہ وارانہ فسادات سے پیدا شدہ مسائل جیسی قرار دادیں منظور کی جائیں۔ اور اگر ضروری ہو تو اس مقصد کے لئے خاص قانون بنایا جائے۔ بھارت نے یہ بھی تجویز کیا کہ دونوں حکومتیں فرقہ وارانہ یگانگت کو بڑھاوا دینے کے لئے مقامی لیڈروں اور بااثر لوگوں کی خدمات حاصل کی جائیں۔ یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ اس مقصد کے لئے سپیشل پروگرام براڈکاسٹ کرنے کے لئے ریڈیو استعمال کیا جائے۔

بھدرواہ ۱۳ اپریل۔ شیخ عبداللہ نے بھدرواہ کے راستہ میں ایک چھوٹے سے مقام پر منعقدہ استقبالیہ تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پنڈت نہرو کشمیر کے دوست ہیں اور وہ کشمیر کے مسائل کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب جبکہ میں دہلی جا رہا ہوں مجھے امید ہے کہ مسئلہ کشمیر حل ہو جائے گا۔

بھدرواہ ۱۳ اپریل۔ شیخ عبداللہ نے آج اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ اُنہوں نے کشمیر کو آزاد ریاست بنانے کی وکالت نہیں کی۔ ... بعد ادیں ... کی گئی تقریر کی وضاحت کر رہے تھے اُنہوں نے کہا کہ مرکز کے وزیر بے محکمہ شری لال بہادر شاستری نے پارلیمنٹ میں جو بیان دیا تھا اس کے ریڈیو پر براڈکاسٹ سے تو یہ تاثر ملتا تھا جیسے میں کشمیر کی آزادی کا پرچار کر رہا ہوں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ میں نے کشمیر کی آزادی کا پرچار کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بارہا کہا ہے کہ میں کشمیر کے مستقبل کے متعلق صاف دل ہوں اور یہ اس امر سے واضح ہے کہ میں نے بات چیت کے لئے دہلی جانے کی دعوت منظور کر لی ہے۔ شیخ عبداللہ نے مزید کہا کہ مفادات خصوصی رکھنے والے بعض گروپوں کی طرف سے جنہوں نے ریاست کو تباہ کر دیا ہے دہلی میں دباؤ کے ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں۔

بھدرواہ ۱۳ اپریل۔ شیخ عبداللہ نے بھدرواہ کے پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انہیں خدشہ ہے کہ انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا جائے گا۔ انہوں نے کہا۔ مجھے یہ خدشہ اسی طرح محسوس ہو رہا ہے جس طرح کہ ۱۹۵۸ء میں محسوس ہوا تھا۔ جبکہ مجھے تھوڑی سی مدت کے لئے رہا کیا گیا تھا۔ لیکن میں ساری عمر اپنے ہموطنوں اور انسانوں کی خاطر جدوجہد کرتا رہا ہوں۔ جیسا کہ گاندھی جی نے جدوجہد کی تھی۔ انہوں نے کہا میں گرفتاری سے نہیں ڈرتا۔ اور بہتر یہ ہو گا کہ مجھے اس وقت گرفتار کر لیا جائے جب کہ میں ابھی دورہ پر ہوں اور اس طرف صوبہ جموں کے علاقہ میں ہوں۔ اس سے پہلے مرزا افضل بیگ نے شری لال بہادر شاستری کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم پر بھی اپنے عوام کی طرف سے ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

حیدرآباد ۱۳ اپریل۔ بھارت کے وزیر دفاع شری چوان نے کل یہاں کہا کہ ہم اب فوجی طور پر اتنے مضبوط ہیں کہ بھارتی سرحد پر کسی بھی جارحانہ حملوں کو پسپا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چین سرحد پر بڑے پیمانہ پر فوجیں جمع کر رہا ہے۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ بھارت کو فوجی طور پر شکست نہیں دے سکتے۔ تو پاکستان کے ساتھ خفیہ معاہدہ کر لیا۔ ہم اس معاہدہ کی شرائط نہیں جانتے لیکن اتنا جانتے ہیں کہ وہ ہمارے مفاد میں نہیں ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر ہماری سرزمین کے کسی حصہ پر حملہ ہوا تو ہم اس طرح کی غلطی نہ کریں گے جو پچھلے چینی حملہ کے وقت کی تھی۔ سرحد پر ہمارے جوان یہ تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ جب تک وہ چینی جارحیت ختم نہیں کرا لیتے تب تک وہ واپس نہیں آئیں گے۔ ۱۹۶۲ء کے سانحہ میں اپنی غلطیوں کا ہی پتہ نہ چلا بلکہ یہ بھی پتہ چل گیا کہ ہماری طاقت کتنی ہے۔ طویل اتہاس میں پہلی مرتبہ ساری قوم چینی خطرہ کے مقابلہ کے لئے متحد ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

آپ کا چندہ اخبار بدر مورخہ ۲۸؍ ۶۴ء سے ختم ہے!

۱۰۳۵ مکرم احمد صاحب ایم۔ اے فاضل دیوبند لکھنؤ	۱۲۶۳ مکرم عبدالرزاق صاحب بنگلور
۱۰۹۲ مکرمہ طاہرہ رب صاحبہ پٹنہ	۱۲۶۷ ” عبدالرزاق صاحب کالا قلعہ بمبئی
۱۱۳۲ مکرم نورالدین صاحب حیدرآباد	۱۲۷۲ ” محمد شفیع صاحب کانپور
۱۱۴۶ ” ارشاد احمد صاحب کانپور	۱۲۷۳ ” عبدالستار خان صاحب شاہ آباد
۱۱۴۸ ” محمد عثمان صاحب جیٹا گانگ	۱۲۷۴ ” نورالدین صاحب وکیل شوہرہ پور
۱۲۲۱ ” غلام مہدی صاحب بھدرک	۱۳۵۵ سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ کوڈالی
۱۲۴۳ ” ڈاکٹر ایم حسن خان صاحب سہارنپور	۱۳۵۶ مکرم محمد امام صاحب بھاگلپور
۱۲۵۸ ” ایم محمد عثمان صاحب سورب	۱۳۵۸ ” محمد امین صاحب سرینگر
۱۲۶۰ ” محمد عاشق صاحب آغا پور رنگی	

مہربانی فرما کر آئندہ سال کا چندہ مبلغ سات روپیہ بذریعہ منی آرڈر جلد ارسال فرمائیں۔

مینیجر

اخبار بدر۔ قادیان دارالامان

پیرس ۱۳ اپریل۔ پردھان منتری شری نہرو نے گزشتہ سنیچر وار فرانسیسی نامہ نگار کو ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں بتایا کہ وہ سردست ریٹائر ہونے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ انٹرویو میں شریمتی اندرا گاندھی بھی ان کے ساتھ تھیں۔ شری نہرو نے بتایا کہ کشمیر کا مسئلہ بھارت میں اتنا اہم مسئلہ کیوں بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیر مسلم پاکستانی شرنارتھی ہر روز بھاری تعداد میں بھارت آ رہے ہیں۔ جس سے کئی طرح کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

الہ آباد ۱۳ اپریل۔ شری این۔ سی چیٹرجی ممبر پارلیمنٹ نے پردھان منتری شری نہرو کو غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرنے کا مشورہ دیا ہے کہ کشمیر کے معاملہ پر اب کسی بات چیت کی ضرورت نہیں۔ شری چیٹرجی نے شیخ عبداللہ کی حالیہ تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک انٹرویو میں کہا کہ بھارت سرکار کو شیخ عبداللہ کے غیر ذمہ دارانہ بیانات کے بعد یہ واضح اعلان کر دینا چاہئے کہ کشمیر کے متعلق بھارت کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی۔ شری چیٹرجی نے کہا کہ شیخ عبداللہ کی رہائی خلاف قانون قدم ہے۔ جب کبھی بھارتی شہری کے خلاف بغاوت کا سنگین الزام لگایا گیا ہو۔ اور اس کا مقدمہ پانچ چھ سال تک زیر سماعت رہنے کے بعد پارلیمنٹ یا عدالت میں کوئی معقول وجہ بتائے بغیر اسے رہا کر دیا جائے تو قانون کہاں رہ جاتا ہے۔ گزشتہ سنیچر کو شری شاستری نے پارلیمنٹ میں جو بیان دیا تھا اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ تاہم انہیں اس سے بھی اور آگے جانا چاہیے تھا۔ بھارت کو امریکہ اور برطانیہ وغیرہ پر یہ واضح کر دینا چاہیئے کہ کشمیر کے متعلق کوئی مسئلہ باقی نہیں ہے۔ اس لئے اس کے متعلق بات چیت شروع کرانے والے کسی ملک کی ضرورت نہیں۔ شری چیٹرجی نے ایک ماہر قانون کی حیثیت میں کہا کہ کشمیر سازش کیس پر ۴۲ کروڑ روپے خرچ کرنے کے بعد شیخ عبداللہ کے آئندہ طرز عمل کے متعلق کوئی یقین دہانی حاصل کئے بغیر انہیں رہا کر دینا حیرت انگیز بات ہے۔

ڈھاکہ ۱۳ اپریل۔ مشرقی پاکستان میں ایک زبردست طوفان آیا جس کے نتیجہ میں ضلع ایلیو ٹر ۵۰ اشخاص ہلاک اور پانچ سو زخمی ہو گئے۔ طوفان کی وجہ سے متعدد مکانات کو نقصان پہنچا کئی درخت جڑ سے اُکھڑ گئے اور سلسلہ رسل و رسائل منقطع ہو گیا۔ گزشتہ ۱۱ اپریل کو جو طوفان آیا تھا اس میں دو اشخاص ہلاک ہو گئے تھے۔